ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

1 صفر 1432ھ —— جنوری 2011ء

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ

''حکمرانی صرف اللہ کی''

مجلس احرار اسلام عزم وہمت اور صبر واستقامت کے 82 سال

1929ء —— 2011ء

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

''اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو اُن کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو، جس کا وجود اُسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور اس کی شان ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

(سورۂ یونس، آیت ۱۸)

فرمانِ نبوی ﷺ

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے لیے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر و استقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ اُس وقت اُس آدمی کی مانند ہوگا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔''

(جامع ترمذی)

الآثار

''میں ایک دن جیل میں بیٹھا ہوا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اچانک گورنمنٹ آف انڈیا کا برطانوی نژاد ہوم ممبر معائنہ کے لیے آ پہنچا۔ اُس نے پوچھا شاہ جی! آپ اچھے ہیں؟ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے۔ دوبارہ پوچھا کوئی سوال؟ میں کہا سوال صرف اللہ سے کیا کرتا ہوں۔ پھر کہا، نہیں اگر میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں تو فرمایئے۔ میں نے کہا میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جایئے، وہ فوراً پلٹ گیا۔''

(امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 1 | صفر 1432ھ — جنوری 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	حکمرانوں کے لیے فیصلے کی گھڑی	مدیر	2
دین و دانش:	امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شدت و ہیبت میں جبریل کے مثیل	مولانا محمد مغیرہ	4
//	شہیدِ اعظم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین	8
افکار:	صدرِ پاکستان کے نام!	مولانا محمد صدیق مدظلہ	12
//	آسیہ، عافیہ، توہین رسالت اور حکومت پاکستان!	عبدالرشید ارشد	15

گوشۂ خاص: تاسیس احرار / مفکرِ احرار (8 / جنوری 1942ء)

• احرار اور ان کی جولان گاہ	آغا شورش کاشمیری	18
• عشاقِ لیلائے آزادی کا خاندان	ادارہ	30
• حضرت امیرِ شریعت کا ایک یادگار تاریخی خطاب	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	33
• ارشاداتِ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری	محمد قاسم چیمہ	36
• ملفوظاتِ امیرِ حق رحمۃ اللہ علیہ	خان غازی کابلی	38
• فرموداتِ مفکرِ احرار چودھری افضل حق	پروفیسر خالد شبیر احمد	40
• چودھری افضل حق	مولانا ظفر علی خان	44
• آہ! افضل حق	خان غازی کابلی	45

شاعری:	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	46
روداد:	کاروانِ احرار منزل بہ منزل	مولانا تنویر الحسن	47
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	51

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukha..i@gmail.com

تزئین
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7[illegible]4 5095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 1500/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-4511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات مدیر

حکمرانوں کے لیے فیصلے کی گھڑی

اس وقت ملک بھر میں قانون توہینِ رسالت کی بقا وتحفظ کی تحریک جاری ہے۔نومبر ۲۰۱۰ء میں کراچی میں علماء اور دینی جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں حکمرانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ اس قانون میں تبدیلی سے باز رہیں۔

یکم دسمبر کو لاہور میں مجلس احرارِ اسلام کی دعوت پر متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں تمام مکاتبِ فکر کے نمائندوں اور دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے متفقہ طور پر کراچی کنونشن کے اعلامیے کی بھرپور تائید وحمایت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قانونِ توہینِ رسالت میں ترمیم نہ کرے۔

۱۵ر دسمبر کو عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں کے مطابق ۲۴ر دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے اور اجتماعات ہوئے۔عوام نے پوری ایمانی قوت سے اس بات کا اعلان کیا کہ توہینِ رسالت کی سزا سے متعلق قانون میں کوئی ترمیم قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اب ۳۱ر دسمبر کی کامیاب ہڑتال سے حکمرانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں انھیں بحیثیت مسلمان اپنی آئینی ودینی ذمہ داریوں کا مکمل احساس اور ادراک کرتے ہوئے قانونِ توہینِ رسالت کا تحفظ کرنا چاہیے۔اسے غیر مؤثر یا ختم کرنے کے امریکی ویورپی مطالبے کو پوری قوت سے مسترد کر دینا چاہیے۔

حکمرانوں کو اب فیصلہ کر لینا چاہیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت میں کھڑا ہونا چاہتے ہیں یا یہود و نصاریٰ کے سایۂ منحوس میں؟ قانون باقی رہے گا تو اس پر عمل بھی ہوگا۔ قانون نہیں رہے گا تو ماورائے قانون کام ہوں گے پھر لوگ خود فیصلے کریں گے اور ملک میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

مجلس احرارِ اسلام کی رکنیت سازی

مجلس احرار پاک وہند کی قدیم دینی وسیاسی جماعت ہے۔ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو قائم ہونے والی اس جماعت کی قیادت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہم اللہ اور عظیم رفقاء نے کی۔ آزادیٔ وطن، تحفظ ختمِ نبوت، تحفظ ناموسِ صحابہ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے چلائی جانے والی درجنوں تحریکوں میں احرار نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ عزم وہمت، جرأت واستقامت اور جہدِ مبین کے ۸۱ سال مکمل ہوئے اور جنوری ۲۰۱۱ء سے مجلس احرارِ اسلام اپنی عمر کے بیاسیویں سال میں داخل ہو رہی ہے۔ ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء

المہیمن بخاری مدظلہٗ اور ان کے جواں ہمت رفقائے کار کی قیادت و سیادت میں تحفظِ ختمِ نبوت اور تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی جدوجہد جاری وساری ہے۔

مجلس احرارِ اسلام کی رکنیت سازی مہم شروع ہے۔احرار کارکنوں سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں۔اوران کے فارم رکنیت پُر کریں۔مجلس احرارِ اسلام آپ کی اپنی جماعت ہے۔تمام مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی دعوت ہے۔

درج ذیل پتے پر رابطہ کر کے فارم رکنیت طلب کریں۔

مولانا محمد مغیرہ
(ناظم انتخابات و منتظم رکنیت سازی مہم)
0301-3138803
جامع مسجد احرار، کوٹ وساوا، چناب نگر (ربوہ)
تحصیل لالیاں، ضلع چنیوٹ

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جارہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کر دیا گیا ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ حسبِ توفیق وترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز و سرپرستی سے نوازیں۔شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت ☆ سید الاحرار (طبع دوم) ☆ اعتقادات مرزا

☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل
از شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
شدت وہیبت میں جبریل کے مثیل

مولانا محمد مغیرہ*

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حسب دستور ایک رات گشت کرتے ہوئے آبادی سے باہر ایک کھلے میدان میں جا نکلے۔ گھاس پھونس کی ایک جھونپڑی نظر آئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تاریکی میں ایک آدمی بے چارگی کی حالت میں بیٹھا ہے جب کہ جھونپڑی سے عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ امیر المؤمنین اس آدمی کے پاس گئے سلام کیا اور پوچھا ''تو کون ہے اور اس صحرا میں کیوں ٹھہرا ہوا ہے''۔ جس پر اس نے کہا ''بوریہ نشین ہوں یہاں آیا ہوں کہ امیر المؤمنین کے جود وسخا سے فیض پاؤں۔ یہ میری بیوی ہے اور دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ امیر المؤمنین نے کہا کیا اس کی مدد کے لیے کوئی عورت ہے؟ جواب ملا نہیں۔

امیر المؤمنین سیدھے اپنے گھر پہنچے اور اپنی زوجہ سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا ایک کارِ ثواب ہے، کروگی؟ زوجہ کہنے لگیں کیا کام ہے؟ فرمایا ایک غریب الدیار عورت ہے، دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ سنتے ہیں سیدہ اُم کلثومؓ تیار ہوگئیں۔ خود امیر المؤمنین نے خورونوش کا کچھ سامان لیا اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ مسافر کے پڑاؤ کی طرف چل دیے۔ آپؓ نے اہلیہ کو اندر بھیج دیا اور خود مسافر کے پاس بیٹھ گئے بلکہ آگ جلا کر دیگچی میں کھانا پکانے لگے۔ کچھ دیر بعد اندر سے آواز آئی امیر المؤمنین! اپنے مسافر بھائی کو مبارکباد دیجیے اللہ نے اس کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین کو اپنے پاس موجود پا کر مسافر کے پاؤں سے زمین سرک گئی۔ امیر المؤمنین نے مسافر کی پریشانی کو دیکھ کر تسلی دی کہ میں تمھارا خادم ہوں، پریشان کیوں ہوتے ہو؟ اطمینان رکھو۔ امیر المؤمنین نے دیگچی اٹھائی اور دروازہ کے قریب آ کر رکھ دی، اپنی اہلیہ کو آواز دی کہ یہ لے جاؤ اور اپنی بہن کو کھلاؤ۔ فراغت کے بعد امیر المؤمنین اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس چلے گئے۔

سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کی زندگی اس قسم کے واقعات سے مزین ہے۔ رعایا آپ سے بہت خوش رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

*ناظم شعبۂ تبلیغ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان

''میں نے ایک دن خواب میں جنت کی سیر کی۔ مجھے ایک محل نظر آیا۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ محل میرے لیے ہوگا۔ جب میں نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔''

جیسے سابقہ کتب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ملتا ہے۔ ایسے ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ ایک عیسائی عالم سے ملاقات ہوئی۔ عیسائی عالم نے کہا:

''ہماری کتابوں میں تمھارے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے، آپ کو ''قرن حدید'' (فولادی سینگ) کہا گیا ہے۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا ''قرن حدید'' یعنی فولادی سینگ سے کیا مراد ہے؟ عیسائی عالم نے کہا ''فولادی سینگ سے مراد بے حد سخت گیر حاکم یعنی عدل کے معاملہ میں متشدد فرمانروا ہے۔''

اسی صفت کو ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ'' اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اسباب کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا تاج پہنایا گیا تو آپ نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور دعوت الیٰ التوحید پر گامزن ہوئے تو کچھ لوگ اسلام قبول کرنے لگے مگر حال یہ تھا جو بھی اسلام قبول کرتا وہ دھر لیا جاتا۔ جن میں حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ جیسے کئی صحابہ تھے۔ حتیٰ کہ عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے معزز حضرات بھی اسلام قبول کرنے کے بعد کسی نہ کسی بہانے دھر لیے جاتے۔ حالانکہ وہ قبول اسلام سے پہلے بھی معاشرے میں معزز سمجھے جاتے تھے اور اپنا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔

کون صحابی ہوگا جو کفار کے ظلم وستم سے بچا ہو؟ جب خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ظلم وستم کا شکار رہے تو غلاموں کی تو بات ہی اور ہے۔ کفار نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں ختم کی جائیں۔ جس کے لیے حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ قریباً چالیس کے قریب لوگ مسلمان ہوئے مگر سارے کے سارے کفار کے تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشان وغمزدہ رہتے۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں تشریف لائے اور غمزدہ حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل میں سے جو تیرے ہاں محبوب ہوں، اس سے اسلام کی عزت عطا فرما'' دعا

کے بعد ایسے اسباب بنا کہ حضرت عمرؓ غلام بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جا پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دعائے پیغمبر کھینچ کر اسلام کی طرف لا رہی تھی اور یہ اللہ کی طاقت ہے جو چاہے کرے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی غرض سے نکلے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آثار تبدیل ہوتے دیکھے تو ان سے رہا نہ گیا فرمانے لگے: ''عمر مبارک ہو معلوم ہوتا ہے حضور علیہ السلام کی دعا تیرے حق میں قبولیت اختیار کر چکی ہے'' یہ سن کر فرمانے لگے: ''خباب! مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ خوشی خوشی عمر کو ساتھ لیے دارِ ارقم کی طرف چل دیے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم جمع ہوا کرتے تھے۔ پہنچتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے دستک دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر عمر جواب تک دشمن رسول تھے، اس کو اندر آنے کی کیسے اجازت دی جا سکتی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے ابھی بے خبر تھے کہ عمر پر کیا کیا انقلابات اور تغیرات آ چکے ہیں۔ کوئی بھی دروازہ کھولنے کو تیار نہ ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ جرأت و بہادری کے پیکر تھے۔ انھوں نے فرمایا دروازہ کھول دو اور حضرت عمرؓ کو اندر آنے دو۔ اگر اللہ نے عمر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اللہ اس کو ہدایت، اسلام قبول کرنے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی توفیق دے گا۔ اگر عمر کے ساتھ اللہ کی طرف سے کوئی بھلائی کا ارادہ نہیں اور وہ بھی کسی غلط ارادہ سے آیا ہے تو پھر دیکھا جائے گا اور خدا کو منظور ہوا تو اُسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دروازہ کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دروازہ کھلتے ہی دو افراد نے عمر کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کرتے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ارشاد فرمایا:

''عمر! تو کب تک دشمنی سے باز نہیں آئے گا؟۔''

عمر سر جھکائے انا کو چھوڑ کر ہمہ تن حاضر خدمت ہو چکے تھے۔ عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤں۔ اور زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ** جس پر حضور علیہ السلام کا چہرہ چمک اٹھا اور فرطِ مسرت سے بآواز بلند نعرۂ تکبیر کہا۔ صحابہ بھی خوش ہو رہے تھے کہ جبرائیل آسمانوں سے لپک کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کے مکینوں اور فرشتوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کا شدید انتظار تھا اور اب تمام آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر بے حد مسرور ہیں۔ پیغمبر اسلام نے دین حق کی عزت کے لیے عمر مانگا تھا لہٰذا ایسے ہی ہوا کہ عمر کے اسلام قبول کرتے

ہی دین کی عزت اور غلبہ شروع ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ سچے نہیں، کیا ہمارا دین سچا نہیں تو پھر کیوں ہم اللہ کی عبادت چھپ کر کریں۔''

رحیم وکریم پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

''تیری قوم ہمیں کعبۃ اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مسلمان حرم میں علی الاعلان نمازیں پڑھنے لگے اور علانیہ طور پر دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہو گیا۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''میرے دو وزیر آسمان پر ہیں، یعنی جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام اور دو زمین پر ہیں یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے یارِ غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنی دعا کے ثمر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ ملائکہ میں تم دونوں جبرائیل ومیکائل سے اور انبیاء میں ابراہیم ونوح علیہما السلام سے مشابہ ہو۔ میکائیل علیہ السلام اپنی رحمت اور ابراہیم علیہ السلام اپنے عفو ودرگزر کی صفتوں کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور جبرائیل علیہ السلام اپنی شدت وہیبت اور دشمنانِ خدا پر اپنی گرفت اور نوح علیہ السلام اپنے پیغمبرانہ جلال اور زمین پر کفار کی بربادیٔ مطلق کی آرزو کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں جلوہ فرما ہیں۔ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''منافق ابوبکر وعمر سے محبت نہیں کر سکتا اور مؤمن ان دونوں سے کینہ اور بغض نہیں رکھ سکتا۔''

ایک دن مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے دائیں ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''محشر میں ہم (تینوں) اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔''

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب مجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو میں ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان ہوں گا۔ ہم تینوں حرم کے درمیان کھڑے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اہل مدینہ اور اہل مکہ آئیں گے۔''

اس سے بڑھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ حضور علیہ السلام کا وجود مبارک جس خمیر سے اٹھایا گیا اسی سے عمر رضی اللہ عنہ کا خمیر بھی اٹھایا گیا اور اسی میں اکٹھے لوٹائے گئے۔ جس پر قرآن شاہد ہے۔ **مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى**۔

شہیدِ اعظم سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

شاہ بلیغ الدینؒ

اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لیے جب وہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ..... عرشِ الٰہی لرز اٹھا اور میرا دل دہل گیا..... حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ..... رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار سجا ہوا تھا اتنے میں میرے نانا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور عرشِ الٰہی کا پایہ تھام کر کھڑے ہوگئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کھڑے ہوگئے..... اپنے والدِ محترم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو یہ خواب بیان کیا بہت سے لوگ وہاں موجود تھے جو اس خواب کی تفصیل سن رہے تھے۔

ذوالحج کا مہینہ، جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبح سو کر اٹھے تو فرمایا..... حکم نبوی ہے کہ آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کروں۔ عصر کی نماز کے بعد اس کی تعبیر کا وقت آیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آگے کلام اللہ کھلا ہوا تھا، تلاوت ہو رہی تھی کہ ان کی شہ رگِ حیات کا پہلا چھینٹا اس آیت پر گرا جس کے الفاظ ہیں..... ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰه'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت مستدرک میں ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اے عثمان! تم سورۂ بقرہ پڑھتے ہوئے شہید ہوگے اور تمھارا خون کلام اللہ کے جس صفحے پر گرے گا وہاں وہ آیت ہوگی جس کا مفہوم ہے کہ..... ان (ظالموں) کے مقابلے میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ فتنہ وفساد کا ذکر ہو رہا تھا تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ..... ان پر ظلم ہوگا اور یہ شہید کر دیے جائیں گے۔

ایک بار حضرت زُرارہ بن نخعی رضی اللہ عنہ نے نبی اللہ کو اپنا خواب سنایا۔ انھوں نے کہا کہ..... یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک آگ نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے بیچ میں حائل ہوگئی۔ استیعاب میں ہے..... ارشاد ہوا کہ..... یہ آگ وہ فتنہ ہے جس میں لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے! پھر آپس میں مسلمان خوب لڑیں گے مسلمان اپنے بھائی کا خون پانی کی طرح بہائے گا اور مفسد اپنے آپ کو نیکوکار سمجھیں گے! حضرت سعید بن زید نے فرمایا..... بلوائیوں کے اس ظلم پر عرشِ

الٰہی کانپ جائے تو عجب نہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تفصیل بیان کی تو فرمایا کہ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لیے (میرے خالو) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور بارگاہِ خداوندی میں اپنا سر پیش کر کے فریاد کی کہ...... الٰہ العالمین! ذرا ان سے پوچھیے جو اپنے آپ کو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بتاتے ہیں...... آخر کس غلطی کی یہ سزا انھوں نے مجھے دی کہ میرا سر کاٹ لیا...... حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... فریاد کی یہ لے بلند ہوئی تو عرشِ الٰہی کانپ گیا اور میں نے دیکھا کہ...... آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین پر گرنے لگے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظالموں نے شہید کر دیا تو بے اختیار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا...... لوگو! اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کبھی نہ ہنستے اور روتے ہی رہتے۔ واللہ! اب قریش میں اس کثرت سے خون خرابہ ہوگا کہ اگر کوئی ہرن اپنی کمین گاہ میں بھی جا چھپے گا تو وہاں بھی اسے کسی مقتول کے جوتے پڑے ملیں گے۔

خون کے جن دو پرنالوں کا ذکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیا وہ غضبِ الٰہی کی علامت تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم فرماتے تھے کہ...... وہ محرم اسرارِ نبوت تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال سن کر بے بس ہوگئے۔ محرم اسرارِ نبوت وہ اس لیے کہلاتے تھے کہ انھوں نے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ وفساد اور مسلمانوں کے آپس کے کشت وخون کے بارے میں حدیثیں سنی تھیں۔ جب انھیں بتایا گیا کہ بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا رخ کیا ہے تو فرمایا...... اللہ کی قسم یہ سب دوزخی ہیں۔ محمد بن حاطب نے روایت کی کہ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا...... نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنوں کو نوازا نہ کمزوری سے نظم ونسق چلایا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ان سے بدلہ لیا ان کے لیے آخرت میں آگ ہوگی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا فرمانا تھا کہ...... جب کبھی کسی امت نے اپنے نبی کی جان لی غضب الٰہی اس طرح ٹوٹا کہ ان میں سے ستر ہزار کا خون بہا اور جب کسی نبی کے خلیفہ برحق کو ظالموں نے اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا کر اس کی جان لی تو بدلے میں غیظِ خداوندی سے پینتیس ہزار سرکشوں کی جانیں گئیں۔ خون کے دو پرنالوں کا اشارہ اسی تاریخی حقیقت کی طرف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمل اور صفّین کے معرکوں میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا۔ سبائی فتنہ گر منافقوں کا اس میں کتنا ہاتھ تھا، یہ الگ بات ہے لیکن چوراسی ہزار مسلمانوں کا کشت وخون ہوا۔ اپنے بعد اسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہونے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل گیر رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا خون مسلمانوں کے اپنے ہاتھوں سے بہے...... بس یہی وہ فتنہ ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا۔

مؤرخین نے لکھا کہ بلوائی چاہے خارجی رہے ہوں یا منافق سبائی...... نام کے وہ سب مسلمان تھے اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے اسلامی فوج استعمال نہ کی۔ ورنہ یوں دن دہاڑے ان پر اور ان کے خاندان پر ظلم نہ توڑا جاتا۔ امام وقت سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے افہام وتفہیم سے کام لیا۔ اتمام حجت کیا۔ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی لیکن اپنی تلوار پر کسی کے خون کا اتہام نہ لیا۔ سورۂ انفال میں عذابِ الٰہی نازل ہونے کی جو صورتیں بتائی گئی ہیں ان سب کا نقشہ یہاں موجود تھا۔ اسی لیے استغفار کرنے والے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خونِ عثمانی کے نتائج کی طرف سے بے انتہا فکر مند تھے۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مظلومیت کی شہادت پوری تاریخِ اسلام میں کسی اور کی نہیں۔ جس نے بئرِ رومہ مسلمانوں کے لیے وقف کیا افسوس کہ اسی کنویں کے بوند بوند پانی کے لیے اس جنتی اور اس کے گھر والوں کو ترسایا گیا۔ پھر ایک دو دن نہیں پچاس دن! جس نے غلّے سے لدے اونٹوں کے کارواں کے کارواں صرف اس لیے اللہ کی راہ میں لٹائے کہ مدینۃ النبی کے مسلمان قحط کے مارے ہوئے تھے۔ اسی کو اس کے اپنے کاروانوں کے لائے ہوئے دانہ دانہ اناج سے محروم کر دیا گیا۔ جس کے احساسِ حیا کی ملائک تک قسم کھاتے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی مثالیں دیتے تھے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی عفت مآب شریک حیات کو زدوکوب کیا گیا، خود اس کی داڑھی نوچی گئی، اسے گالیاں دی گئیں، اسے ہر حرب وضرب کا نشانہ بنایا گیا لیکن حق کا یہ جویا چٹان کی طرح اٹل رہا۔ جان بچانے کے پچاسوں جتن ہو سکتے تھے، خونریزی کے ہزاروں بہانے بن جاتے۔ صاحبِ اقتدار کے لیے کس چیز کی کمی تھی اور زندگی بھر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے والے کے اپنے جاں نثار کچھ کم نہ تھے لیکن صاحبِ قرآن کا حکم تھا کہ...... اے عثمان! جو کرتا تمھیں پہنایا گیا ہے اسے نہ اتارنا یعنی جو گزرنا ہے گزرے خلافت نہ چھوڑنا ساتھ ہی یہ تاکید کی تھی کہ...... خبردار! تم مسلمانوں کا خون بہانے والے نہ بننا...... وہ حق آگاہ تھے، فرماں بردار تھے، صاحبِ عرفاں تھے، حافظ قرآن تھے اُن سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے والا اور کون ہو سکتا تھا؟ وہ للّٰہیت کے اس مقام پر فائز تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار انھیں جنت کا مژدہ سنایا تھا۔ جب پیغمبر انسانیت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امام المسلمین کو حکم دیا کہ...... صبر کرو! تو انھوں نے صبر کیا اور رگ گلو کا خون دے کر ثابت کر دیا کہ تسلیم ورضا کی منزلت کیا ہوتی ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ...... اس موقع پر صابر رہنے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی ہی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کو بشارت دے چکے تھے۔ خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کے حفاظت کرنے والوں میں شریک تھے۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صبر کسے کہتے ہیں؟ استقلال کیا ہوتا

ہے؟ توکل کس طرح کیا جاتا ہے؟ اللہ اگر مجھے نفس جبرئیل دے تو کہوں...... کہ ان کا خون جو اوراق قرآن میں محفوظ ہو گیا قیامت تک کے لیے باغیوں اور منافقوں کی نشاندہی کر گیا اور قرآن نے کھلے لفظوں میں ہمیں بتایا کہ...... ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰه'' کی بشارت اسی پیکرِ صبر و رضا کے لیے تھی۔ قرآن جس کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اللہ کی تائید تمھیں حاصل ہے اسے اور کیا چاہیے۔ غضبِ الٰہی نے آلیا تو ایک ایک بلوائی اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا۔ خون کے پرنالے بہنے لگے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا؟ یہ اس کی شہادت تھی جس کے خون کے بدلے کے لیے بیعتِ رضوان لی گئی تھی۔ آج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بن جاتا تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اٹھ گیا۔

صلۂ شہید جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہوگا وہ غیب کی باتیں ہیں۔ تاریخ نے تو یہ دیکھا کہ ان کا خون ناحق رائیگاں نہ گیا۔ یہ اسی شہادت کا صلہ ہے کہ پھر سے اسلام کا بول بالا ہوا۔ جہاد فی سبیل اللہ کا جو سلسلہ رک گیا تھا پھر سے جاری ہوا۔ مسلمانوں نے بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیے اور بہت جلد ملّت کے مقدر کا ستارہ ایسا چمکا کہ بنوامیّہ کی اسلامی مملکت میں سورج نہ ڈوبتا تھا۔ اسی مقصد کے لیے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو منتقل کیں۔ وہ جانتے تھے کہ جس منزل کی طرف ان کے والد محترم جانا چاہتے تھے وہی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منزل بھی تھی یعنی ملّتِ اسلامیہ کا استحکام۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو مؤرخین لکھتے ہیں کہ آستین کے ایک سانپ نے پھنکار بھری۔ امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا...... سنا آپ نے کہ آپ کے صاحبزادے کیا کہہ رہے ہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اس گروہ سے نالاں تھے۔ نہج البلاغہ کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ وہ خون عثمان سے اپنی برأت کا اعلان کرتے تھے فرماتے...... اس دن تو میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ بلوائیوں کی روش دیکھ کر ہی انھوں نے خلافت کی پیش کش کو رد کر دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی نے خلافت کی تمنّا نہیں کی۔ یہ بار زبردستی ان کے کندھوں پر رکھا گیا۔ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فرد کو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی زبان حق شناس سے دوٹوک جواب ملا...... حسن رضی اللہ عنہ وہی کہہ رہے ہیں جو انھوں نے دیکھا ہے۔

حضرت حمّاد بن سلمہ کا کہنا ہے کہ...... جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے وہ سب سے افضل تھے اور جس دن انھیں شہید کیا گیا ان کی عظمت اور بھی بلند ہوگئی۔

صدرِ پاکستان کے نام!

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم *

اس بات کا سب کو علم ہے کہ ''پاکستان پیپلز پارٹی'' کے بانی و سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کو ۱۹۵۳ء کی ملک گیر تحریکِ ختم نبوت کے باوجود خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان نہ کر سکے۔ اس تحریک کی قیادت حضرت مولانا ابوالحسناتؒ نے فرمائی۔ ہزاروں علماء و مشائخ اور رضا کار قید و بند کی زندگی گزار رہے تھے۔ یہ وہ تحریک تھی جس کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے جنرل اعظم کے حوالہ کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں دس ہزار رضا کاروں کو شہید کر کے ان کی لاشوں کو جلایا گیا اور دریائے راوی پھینکا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں وزیر خاں کی مسجد میں تین رضا کاروں کو اذان کے دوران شہید کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس کے نتیجے میں احرار کی جماعت کو ملک میں اشتعال انگیزی اور قتل و غارت کا ذمہ دار ٹھہرا کر جسٹس منیر کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا لیکن دلائل نے ثابت کر دیا کہ اس کا سبب قادیانیوں کی اشتعال انگیز تقاریر اور سر ظفر اللہ کا اشتعال انگیز رویہ تھا، تحقیق کے بعد احرار لیڈروں کو باعزت بری کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں تین مطالبے کیے گئے تھے:

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ سر ظفر اللہ کو وزارتِ خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۳۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

لیکن اس موقع پر اتنے نقصان کے باوجود خواجہ ناظم الدین یہ جرأت نہ کر سکے۔ مسلم لیگ شروع سے قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہے اور اپنی سیٹ پر قادیانیوں کو ٹکٹ دیتی رہی ہے۔

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلباء سیر پر تھے۔ ربوہ (چناب نگر) اسٹیشن پر اترے تو قادیانی غنڈوں نے تشدد کر کے ان کی پٹائی کر دی۔ جس کے نتیجے میں کالج کے مسلمان طلباء نے قادیانیوں کے خلاف تحریک آغاز کی۔ تمام کالجوں کے طلباء سراپا احتجاج ہو گئے۔ قادیانیوں کی اشتعال انگیزی اور ہٹ دھرمی کے نتیجے میں تحریک چل نکلی تو علماء کرام نے اس کی سرپرستی کرتے ہوئے تحریک کو ایوانِ بالا تک پہنچا دیا۔ اُس وقت تحریک کی قیادت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

* شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

فرمارہے تھے۔ اور اسمبلی کے اندر مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اراکین پارلیمنٹ کو اس قادیانی فتنہ سے آگاہ کررہے تھے۔ اُس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم تھے۔ تحریک کے نتیجے میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ دوبارہ زور پکڑ گیا۔ علماء شہر شہر جا کر عوام کو قادیانیوں کے فتنے سے آگاہ کررہے تھے۔ تحریک کے اثرات جب پارلیمنٹ میں پہنچے تو اسمبلی میں اس موضوع پر بحث شروع ہوئی اس موقع پر مرزا ناصر نے درخواست دی کہ ہمیں صفائی کا موقع دیا جائے چنانچہ اس کو صفائی کا موقع دیا گیا اور اسمبلی میں ان کو بلایا گیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ایک شخص مشبّہ شکل میں سر پر دستار منہ پر ڈاڑھی اور اسلامی لباس زیب تن کیے ہوئے اسمبلی میں آیا اس کے ہاتھ میں مختلف جماعتوں کے فتاویٰ تھے جن میں ایک دوسرے کو کافر کہا گیا تھا۔ مثلاً دیوبندی بریلویوں کو کافر کہتے ہیں، بریلوی دیوبندی کو کافر کہتے ہیں۔ اُس نے اُن فتاویٰ کی نقول تمام اسمبلی والوں کے ہاتھوں میں دے دی۔ اور کہا کہ تکفیر مولوی کا مشغلہ ہے بتاؤ ان فتاویٰ کی رو سے کون مسلمان ہے کون کافر؟ اس طرح کے فتوے تو سب کے خلاف ہیں۔

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق اس مسئلہ کو سولہ یا سترہ ارکان پارلیمنٹ مذہبی طور پر جانتے تھے کہ قادیانی کافر ہیں۔ اور ذوالفقار علی بھٹو سمیت باقی سب کا یہی ذہن تھا کہ مولوی کا مشغلہ ہے اور اس کی رو سے کوئی بھی مسلمان نہیں۔ حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق یہ وقت مجھ پر مشکل تھا کہ ان کو میں کیسے سمجھاؤں تو اللہ پاک نے میری مدد فرمائی۔ میں نے بخاری شریف پڑھائی ہوئی تھی جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے **کفر دون کفر** کا باب باندھا ہے۔ جس کا مطلب ہے کفر کی مختلف اقسام ہیں، کوئی حقیقی کفر ہوتا ہے کوئی شبہی یعنی کفر کے مشابہ ہوتا ہے۔ کوئی کفر واقعی ہوتا ہے اور کوئی کفر قانونی ہوتا ہے۔ تو میں نے ساری اسمبلی کو خطاب کر کے کہا کہ یہ جو فتاویٰ پیش کیے گئے ہیں یہ واقعاتی ہیں قانونی نہیں۔ اور ان کے خلاف جو فتویٰ ہے وہ قانونی ہے۔ مثلاً دیوبندی بریلوی کے نزدیک قانون مشترک ہے کہ مشرک بخشا نہیں جائے گا۔ قانون میں اختلاف نہیں واقعے میں اختلاف ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں تم قبروں کو سجدہ کر کے شرک کرتے ہو اس لیے تم کافر ہو۔ دیوبندی بریلوی کا قانون ایک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب بخشا نہیں جائے گا۔ قانون میں اختلاف نہیں۔ بریلوی کہتے ہیں دیوبندی بے ادبی کرتے ہیں لہٰذا کافر ہیں جب کہ دیوبندی اس سے اظہار برأت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کا اختلاف ہے قانون کا نہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ ہمارا قانون کا اختلاف ہے۔ قانون ہے کہ جو سچے نبی کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اور قانون ہے جو جھوٹے نبی کو نبی مانے وہ کافر ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ غلام احمد قادیانی سچا نبی تھا یا جھوٹا؟ اس نے بھری اسمبلی میں صاف کہہ دیا کہ سچا نبی تھا۔ اگر ان کو مسلمان مانتے ہو تو اپنے کافر ہونے کا بل پاس کرلو۔ تمام اسمبلی والوں کو مسئلہ سمجھ آ گیا کہ یہ تو مرزا کو سچا نبی کہتا ہے اس کے نہ ماننے

والے ہم سب کافر ہو گئے تو اس وقت اسمبلی والوں نے ذوالفقار علی بھٹو کو کہا کہ مذہب کا معاملہ ہے اس پر غور کرو۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جناب بھٹو نہ تو بزدل تھے کہ دباؤ میں آجاتے۔ جیسا کہ قادیانیوں کے بعض وظیفہ خور صحافی کہتے ہیں کہ مولویوں کے دباؤ سے فیصلہ کیا تھا اور نہ بے سمجھ تھے کہ کسی کے دھوکے میں آجاتے۔ بہترین پارلیمینٹری دماغ رکھتے تھے۔ مذاکرات میں کبھی مات نہ کھاتے تھے تاکہ یہ کہا جائے کہ ان کو مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ چنانچہ انھوں علی وجہ البصیرت ان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور ساتھ ہی کہا کہ قادیانی پاکستان میں وہ مقام حاصل کرنا چاہتے جو یہودیوں نے امریکہ میں غصب کر رکھا ہے۔ ان کے متعلق جو صحافی کہے کہ انھوں نے دباؤ میں آکر فیصلہ کیا یا بے سوچے سمجھے فیصلہ تھا تو وہ جناب بھٹو کی توہین کرتا ہے۔ ایسے مضامین پر پابندی لگائی جائے۔

اب موجودہ حکومت کے لیے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو پابند بنائے کہ تم اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرلو اور مسلمانوں کی اصطلاحات کو استعمال نہ کرو۔ اور انھیں کلیدی آسامیوں سے فارغ کر کے اقلیتوں کے مسلّمہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق حقوق دیے جائیں۔ یہ مسلمانوں کی تمام اہم پوسٹوں پر قابض بھی ہیں اور اپنے آپ کو مظلوم بھی ظاہر کرتے ہیں۔ دیگر اقلیتیں بھی ملک میں بستی ہیں۔ اپنے مذہب کے مطابق رسوم ادا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی اقلیت بن کر رہیں۔

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی اور دیگر سیاسی جماعتوں کو آئندہ مسلمانوں کی سیٹ پر ان کو ٹکٹ دے کر اسمبلی پہنچانے کی کوشش نہ کرنی چاہیے اور نہ مخلوط انتخابات کے ذریعے سے ان کو اسمبلیوں میں جانے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ یہ وزیر اعظم کی پوسٹ پر قابض نہ ہو سکیں بلکہ ان کی مخصوص نشستوں کے مطابق ان کو انتخابات میں شرکت کی اجازت دی جائے۔

والسلام

(مطبوعہ ماہنامہ ''الخیر'' محرم الحرام ۱۴۳۲ھ)

آسیہ، عافیہ، توہین رسالت اور حکومت پاکستان!

عبدالرشید ارشد

مسیحی خاتون آسیہ بی بی کو توہین رسالت کے جرم میں سیشن عدالت نے تمام تر قانونی تقاضوں کی تکمیل کے بعد سزائے موت سنائی تھی۔ ان قانونی تقاضوں میں یقیناً فریقین کے گواہان اور فریقین کے وکلاء کی فاضلانہ بحث کو سننے کے بعد ہر پہلو کو ملحوظ رکھنا شامل ہے۔ یہ سزا محض تعصب کی بنیاد پر یا محض یک طرفہ گواہوں کو سن کر نہیں سنائی گئی۔ کیونکہ اگر ایسا کیا گیا ہوتا تو سزا سنائے جانے کے ساتھ ہی احتجاج شروع ہو گیا ہوتا مگر ایسی کوئی بات اب تک سامنے نہیں آئی۔

آسیہ مسیحی خاتون ہے اور اُس کے جرم کے باوجود پوری مسیحی دنیا، جس کا سرخیل امریکہ ہے، مسیحی پوپ تک نے اس کے ''دکھ'' کو شدت سے محسوس کیا اور عالمی سطح پر واویلا مچا دیا۔ خارجی دباؤ اور امریکی ڈکٹیشن نے حکومت پاکستان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہ تسلیم کر لے کہ آسیہ نے ایسا کوئی جرم کیا ہی نہیں محض کسی کی دشمنی یا ضد کی بھینٹ چڑھی ہے۔ اس کے نتیجے میں گورنر پنجاب، وزیر مذہبی امور کی ''شفاف تحقیق'' سے یہ ثابت ہو گیا کہ آسیہ بے گناہ ہے۔

آسیہ کا قضیہ تو سب کے ہاتھ کا پھوڑا بن گیا مگر برسوں سے اذیتیں جھیلتی امریکی انصاف سے فیضیاب عافیہ کے لیے نہ عالمی تنظیم حقوق انسانی، حقوقِ نسواں علم برداراں کو، مسیحی پوپ کو نہ ہی گورنر پنجاب اور صدر پاکستان کو تشویش اور بے چینی محسوس ہوئی۔ امریکی درندوں نے تو عافیہ کو جس طرح جھنجوڑا اس کی شرمناک اور اذیت ناک اپنی جگہ مگر جرمِ بے گناہی میں ۸۶ سالہ قید کا فیصلہ مسلمان حکمرانوں کی بے حسی اور بے غیرتی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک عورت کی دکھ بھری فریاد پر محمد بن قاسم سینکڑوں میل سفر کر کے مٹھی بھر جانبازوں کے ساتھ پردیس میں اپنے سے بڑی قوت سے ٹکرایا تھا۔ ایک مسلمان خلیفہ ایک مسلمان بہن کے چہرے پر کسی مسیحی کے تھپڑ کو برداشت نہ کر سکا۔ پانی پی رہا تھا کہ بات کان میں پڑی گلاس رکھ دیا فوج کو روانگی کا حکم دے دیا اور رومیوں کے ٹڈی دل سے جا ٹکرایا۔ اللہ نے اسلامی غیرت وحمیت کی لاج رکھ لی اور مختصر فوج کو فتح سے نواز دیا۔

عافیہ کے ملک کے مسلمان کہلوانے والے حکمران کہنے کو تو اپنے آپ کو فرنٹ لائن اتحادی کہتے اور سمجھتے ہیں لیکن فی الواقعہ عملاً بے زبان، بے ضمیر غلام ہیں کہ بدمعاش وبدنہاد آقا کے سامنے زبان گنگ ہو جاتی ہے ٹانگیں کانپنے لگ جاتی

ہیں۔سوال تشنۂ جواب ہے کہ امریکہ کی جنگ تو افغانستان سے تھی۔ برادر مسلمان ملک کی حمایت کرنے کے بجائے ہم کیوں اس کے دست و بازو بن گئے؟ اور اس جنگ کو اپنے ملک کی سرحدوں کے اندر کیوں گھسیٹ لائے؟ ہم نے اپنے انتہائی قیمتی آدمیوں کو ڈالروں کے عوض فروخت کیوں کیا؟ مگر پوچھے کون؟ جواب کون دے؟

توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی صاحبِ ایمان کا خاموش رہنا اس کے ایمان کی نفی ہے۔خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہاری جان اور تمھارے ماں باپ سے عزیز نہ ہوں تو تم مومن نہیں ہو۔(مفہوم)

ہمارے گرد و پیش توہین رسالت کے بے شمار شواہد عملاً موجود ہیں جنھیں مذہبی رواداری کے غلافوں میں ہماری حکومت لپیٹتی رہتی ہے کہ اس کی سیاسی ضرورت ہے۔ردعمل سے عالمی برادری میں قدامت پسند قرار پائیں گے، روشن خیالی کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔ہم نے ان خدشات کو بنیاد بنا کر دینی حمیت و غیرت کا گلا گھوٹنے کا لمحہ لمحہ انتظام کیا ہے۔اس کے باوجود ہم معیاری مسلمان ہیں؟ دنیا کے بیشتر ممالک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون اور خاکے شائع کیے مسلمان حکمرانوں کو بالعموم اور اکلوتی نظریاتی اسلامی جمہوریہ کے حکمرانوں کو بالخصوص یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ متعلقہ ممالک کے سفیروں کو بلا کر زبانی احتجاج ہی کر دیتے انھیں کہا جاتا کہ اپنی حکومت سے کہو کہ اس کیے پر معافی مانگیں بلکہ آئندہ ایسی جسارت کرنے کا یقین دلائیں بصورت دیگر تم ہمارا ملک چھوڑ کر چلے جاؤ ہم تمہارے ملک سے تعلق توڑنے کے بعد بھی زندہ رہ لیں گے۔مگر یہ قدم اٹھانے کے لیے قومی، دینی حمیت و غیرت کے سرمایہ کے ساتھ ساتھ فکرِ آخرت کی بھی کثیر مقدار کی ضرورت ہے جو ہماری بدنصیبی سے ہمارے حکمرانوں کا مقدر نہیں ہے۔

ہم نے اوپر کی سطور میں توہین رسالت کے حوالے سے عملی شواہد کا ذکر کیا ہے۔اپنی اس بات کی تائید میں امریکہ سے شائع ہو کر پاکستان میں مختلف ذرائع سے تقسیم ہونے والے ایک سرکلر سے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایجنسیوں نے بندے اٹھانا تو اپنے ذمہ لے رکھا ہے مگر ایسا دل آزار لٹریچر تقسیم کرنے والوں پر نظر رکھنا گویا ان کے فرائض منصبی میں شامل ہی نہیں ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

"Islam, the False Gospal: For many years Islam has been regarded as a "false gospal" and christians have sough to convert Muslims to the only true and living God by accepting Christionity."

"Today there are over one Billion Muslims.All are unsaved, going streight to hell,all because they seek to reconcile and identify Allah

who is no God at all,with Yaweh or Jehovah the only true and living God."

"Accept Jesus and live! Regect Jesus and choose Muhammad and for ever be consigned to the lake of fire."

(Published by Luckhoo Minislers,P.O.B.815881,Dallas Texas)

یہ صرف ایک نمونہ ہے جس سے میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر ازواجِ مطہرات کے حوالے اچھالے گئے کیچڑ کو ہم نے دانستہ طور پر حذف کیا ہے۔ اصل سرکلر اور دوسرا مواد محفوظ ہے۔ ایسا لٹریچر دیکھ کر نہ گورنر صاحب کی جبیں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی قصرِ صدارت کے مکین کو کوئی اعتراض ہوتا ہے۔ مگر آسیہ پر رحم کے لیے گورنر جیل تک رحم کی درخواست پر انگوٹھا لگوانے پہنچ جاتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اور تگ و تاز میں تیزی آتی ہے کہ توہین رسالت کے ظالمانہ قانون کو اولاً تو ختم ہی کر دینا چاہیے یا اگر مسلمان اکثریت کے جذبات مجروح ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سانپ کے دانت نکال دینے چاہییں کہ یہ اقلیتوں کو ڈس نہ سکے۔

مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ نوع انسانی کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے تمام پیغمبروں کی رسالت پر ایمان نہ لائے۔ دلائل سے اور شرافت سے بات کہنا اور سمجھانا اسلام کی روح کے عین مطابق قرار پایا۔ اب مسلمان اکثریت تو پاسداری کرتی رہے اور غیر مسلم اقلیت شرافت کی تمام حدوں کو پار کرتے توہینِ رسالت کی مرتکب بھی ہو اور قانون کے تقاضوں کو ظلم بھی قرار دے تو یہ خالص معاندانہ طرزِ عمل کہلائے گا۔

آسیہ کے غم میں گھلنے والی سرکار کو عافیہ کی مظلومیت کا بھی نوٹس لیتے امریکی انصاف کے ٹھیکیداروں سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ عافیہ کے خلاف مقدمہ واپس لیں اور صرف یہی نہیں بلکہ عافیہ کے خاندان سے معافی مانگے۔ اور معقول ہرجانہ بھی ادا کریں کہ یہ سب کچھ پاکستان کی بیٹی، پاکستان کی عزت کا جائز حق ہے۔

امریکہ کی دھونس نے آج تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بالخصوص اور ملتِ اسلامیہ کو بالعموم جو معاشی، سماجی اور فوجی نقصان پہنچایا وہ ہر لحاظ سے قابل توجہ ہے مگر ہمارے حکمرانوں، وہ پاکستانی ہوں یا دیگر مسلم ممالک کے شجرِ اقتدار سے پیوستہ ہوں آواز اٹھانے کی نومور کہنے کی کبھی توفیق نہ ہوئی کہ ان کے حضور کھڑے ہوں تو ٹانگیں کانپتی ہیں، زبانیں لڑکھڑاتی ہیں کہ ایمان کا معیار وہ نہیں جو مطلوب ہے۔

احرار اور ان کی جولان گاہ

آغا شورش کاشمیریؒ

سیاست میں ہار نا رسوائی ہے، اور جیتنا فرماں روائی، احرار سیاسیات کے جس طوفان سے نکلے یا ان کی جدوجہد پر آخری زمانہ میں جو گزری وہ ایک تاریخی المیہ ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب میں برطانوی استعمار کے خلاف احرار سے بڑھ کر کسی مسلمان جماعت نے ذہنی آبیاری نہیں کی، تنہا احرار تھے جن سے یہاں کے مسلمانوں نے غیر ملکی غلامی کے خلاف جدوجہد کا ذوق حاصل کیا۔ پنجاب برطانوی سلطنت کے لیے ریڑھ کی ہڈی تھا۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا انحصار زیادہ تر پنجاب کے سپاہی اور جاسوس پر رہا۔ سارے ہندوستان میں دو قومی مسئلہ تھا، یہاں تین قومی۔ ہندو، سکھ اور مسلمان۔ خود مسلمان کئی خانوں میں تقسیم تھے، اور ہر خانہ اپنی جگہ ایک دوسرے سے الجھا ہوا تھا۔ یہاں بڑے بڑے زمینداروں کو مسلمانوں میں طاقتور رسوخ حاصل تھا۔ اس کے علاوہ سرکاری اہلکاروں اور سب سے بڑھ کر اُن گدی نشینوں یعنی پیروں کا اثر تھا جن کا خانقاہی نظام ان کے ذہنوں پر عقیدۂ چھا چکا تھا۔ پنجاب کا خانقاہی نظام مسلمانوں کے ذہن میں اتنا رچ بچ گیا تھا کہ......

مانندِ بتاں پجتے تھے کعبہ کے برہمن

پیر پرستی نے پنجابی مسلمانوں کی عقلوں کو اس طرح ماؤف کر دیا کہ وہ ایک عجیب الخلقت غلامی کا شکار ہو گئے۔ اسلام جہاں تھا رک گیا۔ یہاں کے مسلمان معاشی اعتبار سے اتنے پسماندہ نہیں تھے جتنا روحانی اعتبار سے درماندہ ہو گئے۔ پیروں نے ان کی عقلوں پر، زمینداروں نے ان کے جسموں پر اور افسروں نے ان کے رزق پر قبضہ کر لیا تھا۔ پنجاب صدیوں فاتحوں کی گزرگاہ رہا، کئی ماہتاب تھے جو اس کے افق پر چمکے۔ سکھوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں مسلمانوں کی رہی سہی حمیت اور ٹوٹی پھوٹی ہمت بھی مجروح کر دی۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے پنجاب کے گنے چنے خاندانوں سے اتنا فائدہ اٹھایا کہ پورا صوبہ حکومت کا بازوئے شمشیر زن ہو گیا۔ پنجاب کے وفاداروں نے سارے ہندوستان کی غلامی کو استحکام بخشا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے اقتدار کی آخری شمع گل کرنے میں جن ''مشرف بہ اسلام'' خاندانوں نے حصہ لیا وہی خاندان مسلمانوں کی تقدیر کے مالک بن گئے۔ جس صوبے کے لوگوں نے سب سے پہلے اپنا ملک فتح کر کے دیا ہو پھر ہندوستان سے باہر جا کر انگریزی استعمار کی خدمت کی ہو، پہلی جنگ عظیم میں فرانس کے میدانوں میں برف کے ساتھ برف ہو گئے ہوں، خلافتِ

عثمانیہ کا اپنے ہاتھوں خاتمہ کیا ہو حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے میدانوں سے لے کر کعبہ کے صحن تک تاخت و تاراج کی ہو۔ پھر جن کے ڈ ہاتھوں نہ تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا روضہ بچا ہو اور نہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا مزار۔ اور جو ملک میں رہے ہوں تو ملک کی ہر تحریک کو کچلا ہو جن کا دوسری جنگِ عظیم تک ایک ہی شعار رہا ہو کہ برطانوی حکومت ان کا ملجاو ماویٰ ہے اور وفاداری بشرطِ استواری ان کا فرض و منشا۔ اُن لوگوں میں آزادی کی خواہش پیدا کرنا پتھروں میں جونک لگانا تھا۔ وفاداری کی اس بہتات کے باوجود انگریزوں نے پنجاب کو مسلمانوں کی حد تک گدیوں ہی میں تقسیم نہیں کیا، بلکہ دین کے اعتبار سے بھی ساقط کر ڈالا۔ وہ خدا سے ہٹ کر پیمبر کے بندے اور پیمبر سے ٹوٹ کر پیروں کے غلام ہو گئے۔ اور پیر انگریزوں کے حلقہ بگوش۔ انھی پیروں نے (الا ماشاءاللہ) خلافتِ عثمانیہ کی تباہی کے بعد سر مائیکل ایڈوائر کو سپاسنامہ پیش کیا تھا کہ برطانیہ فضلِ خداوندی سے فاتح رہا اور خلافتِ عثمانیہ فساد فی الارض کے جرم میں پارہ پارہ ہو گئی اس سپاسنامہ کی مطبوعہ نقل راقم کے پاس بھی ہے۔

جہاد مسلمانوں کے لیے دورانِ خون تھا اور انگریز اس سے سخت پریشان تھے۔ پنجاب جیسے عسکری صوبہ میں جہاد کے تصور کا باقی رہنا انگریزوں کے لیے خطرہ کا موجب تھا۔ چنانچہ سیالکوٹ کچہری کے ایک عرائض نویس میرزا غلام احمد کی آبیاری کی گئی وہ پہلے مناظرِ اسلام کی حیثیت سے سامنے آیا اور فساد کا بیج بوتا رہا۔ پھر مجدد بنا، آخر میں نبی بن بیٹھا۔ اس کے چالاک و عیار فرزند میرزا بشیر الدین محمود احمد نے خلافت کی آڑ میں باپ کی نبوت، انگریزوں کی وفاداری اور جہاد کی تنسیخ کو اور بھی پختہ کیا۔ بلکہ دنیائے اسلام سے دین کا تعلق ختم کرنے کے لیے اپنے سے باہر تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ یہاں تک کہ انھیں ذریۃ البغایا (فاحشہ عورتوں کی اولاد) کہا۔ پہلی جنگِ عظیم میں بغداد و سمرنا کے سقوط پر چراغاں کیا۔ القصہ میرزا بشیر الدین محمود نے مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں وہی کردار ادا کیا جو لارڈ لارنس نے عربوں کی سیاسی زندگی کو تہس نہس کرنے میں سرانجام دیا تھا۔

پنجاب میں سیاسی زندگی کی تاریخ بڑی پیچیدہ ہے۔ ایک ہشت پہلو تاریخ کے حقیقی صفحات ابھی تک صیغۂ راز میں ہیں۔ اور اس کی وجہ بڑی حد تک یہی ہے کہ وہی لوگ اقتدار میں ہیں جن کا ماضی شرمندہ ہے اور جو برطانوی حکومت کے لیے پیدا ہوئے یا جنھیں برطانوی حکومت نے پیدا کیا تھا۔ سندھ اسلام کی ابتدائی گزرگاہ تھا لیکن اسلام یہاں بھی کوئی طاقت نہ بن سکا، پہلے بھی عاجز تھا آج بھی عاجز ہے۔ سیاسی زندگی آج تک ابتر چلی آ رہی ہے۔ بلوچستان ہمیشہ کی طرح قرونِ مظلمہ میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس نے قبائلی عصبیتوں کے آنگن میں انگڑائی لی ہے۔ سرحد کو سرخپوشوں نے طویل جدوجہد کے بعد سرزمینِ بے آئین سے با آئین بنایا۔ لیکن اس کی عوامی روح سیاسی شعور کی تب و تاب کے باوجود کچلی جا چکی ہے۔ انگریزوں کے عہد میں سرحد کا وجود پہلا مدافعتی پڑاؤ تھا یا پھر قبائلی علاقے کو انگریزوں نے اپنی جنگی مشقوں کے لیے چن رکھا

تھا۔ یہیں سے برطانوی ہندوستان کی حفاظت کی جاتی۔ پھر متصل صوبوں میں زبان و مزاج کے اختلاف تھے۔ مسلمان سب تھے لیکن اسلام شاذ ہی تھا۔ اس گرد و نواح اور مزاج و سیرت کے پنجاب میں کسی استعمار دشمن تنظیم، تحریک اور افراد کا پیدا ہونا بلاشبہ ایک معجزہ تھا۔ اس فضا میں احرار قدرت کا عطیہ تھے، لیکن ان کو زندگی بھر کی جد و جہد کے بعد جو کچھ ملا اور وہ جس طرح سیاسیات کے میدان میں شکست کھا گئے، ایک المیہ ہے۔ اس المیہ کا جائزہ لینا اور تجزیہ کرنا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ آسان اس لیے کہ عصری حالات زخمی ہونے کے باوجود محفوظ ہیں اور مشکل اس لیے کہ فضا ناساز گار ہے اور تاریخ ان لوگوں کے تصرف میں ہے جن کا اپنا وجود الف لیلیٰ کی ایک کہانی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی آزادی کا علم لیگ کے ہاتھ میں آ گیا اور وہ ایک آزاد مملکت دلوانے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن آزادی قمار خانہ کا روایتی داؤں نہیں، جمخانہ کا جام نہیں، ترپ کی بازی نہیں، گھڑ دوڑ کی شرط نہیں، شطرنج کا مہرہ نہیں۔ آزادی کا حصول کسی تحریک کا تسلسل ہے۔ اور یہ تسلسل ایک طویل تگ و دو سے قائم ہوتا ہے تب آزادی ہاتھ آتی ہے۔ آزادی پہلے ذہنی انقلاب چاہتی، پھر جسمانی انقلاب کا راستہ کھلتا اور لوگ منزل تک پہنچتے ہیں۔ انگریزوں نے جس بری طرح ہندوستان کو جکڑا اور جس خون خرابے کے بعد یہاں قبضہ کیا، وہ شکنجہ کوئی اس طرح ڈھیلا نہیں ہوا کہ یکا یک ایک آواز اٹھی اور انگریزوں نے بندھن توڑ دیے۔ آزادی کی لہر نوے برس تک پرورش پاتی رہی۔ ۱۸۵۷ء میں ایک زمین بنجر ہو گئی تھی علمائے حق نے اپنے لہو سے اس کو سیراب کیا۔ تحریکِ لاتعاون کی ۱۹۲۱ء میں بیجائی کی گئی۔ ۱۹۳۱ء میں اس کھیت نے سرسبز ہونا شروع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں اس کی ایک فصل کاٹی گئی۔ ۱۹۳۹ء میں چھاجوں مینہ برسا۔ ۱۹۴۰ء میں پاکستان کا تصور کھلا۔ ۱۹۴۲ء میں ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک اٹھی جس نے برعظیم کو ہلا ڈالا۔ ۱۹۴۵ء میں فصل پک کر تیار ہو گئی۔ کسان سے لے کر مہاجن تک سب جمع ہو گئے۔ آخر اگست ۱۹۴۷ء میں کھیت تقسیم ہو گیا۔ فصل بونا، فصل اٹھانا، فصل کاٹنا، فصل بیچنا اور فصل کھانا ہمیشہ ہی مختلف ہاتھوں میں رہا ہے۔ ہر موڑ ایک نئی منزل پر ختم ہوتا اور ہر مرحلہ ایک نئی ملکیت کو جنم دیتا ہے۔ جن لوگوں نے آزادی کو پسینہ اور لہو دیا تھا وہ صبح طلوع ہوتے ہی ستاروں کے ساتھ ڈوب گئے۔ اور جن کا پشتینی شعار اندھیروں کی نگہداشت رہا، وہ صبح کے وارث ہو گئے گویا یہ سب کچھ انھی کا تھا۔ پاکستان میں یہ کہنا مشکل ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی آزادی میں مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور کا بھی حصہ ہے اور اس کو تاریخی حقائق سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ اس برعظیم کو جو آزادی ملی، ہندوستان آزاد ہوا یا پاکستان بنا، اس میں اوّلاً ہندوستان کی تمام قوموں کی اجتماعی جد و جہد شامل ہے۔ ثانیاً ان جانبازوں کی شجاعت اور قربانی کو دخل ہے جنھوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر اس معرکہ کو سر کیا اور خود فنا ہو گئے۔ ثالثاً ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کے اسلامی ہندوستان کی وہ تحریکیں ہیں جو مختلف عنوانوں سے سرفروشی کا سفر طے کرتی رہی ہیں، جن میں ابتداءً علمائے حق کا

ولولۂ جہاد تھا، تحریکِ خلافت کے مجاہدانہ نظائر تھے، جمعیۃ العلماء ہند کے اکابر کا ایثار تھا، احرار کی بے جگری تھی، خاکساروں کا معرکۂ رستاخیز تھا، سرخپوشوں کا خونِ گرم تھا اور حروں کے خون کی ارزانی تھی.....لیکن اس سے یہ بات کم نہیں ہوتی کہ پاکستان مسلم لیگ کی سیادت کے سانچے میں ڈھلا اور بنا ہے۔

احرار بلاشبہ علماء کے ذہن، خلافت کی تحریک، الہلال کی فکر اور زمیندار کے قلم کی پیداوار تھے لیکن ان کا انفرادی اور اجتماعی وجود پنجاب کے سیاسی گورستان میں صور اسرافیل تھا۔ ان کی خطابت کا سحر ایک نیا پنجاب پیدا کر رہا تھا۔ یہ پنجاب پیدا ہوا لیکن اس پنجاب ہی نے احرار کو پسپا کر دیا اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس پسپائی و رسوائی میں احرار کی اپنی سیاسی غلطیوں کا ہاتھ بھی شریک تھا۔

احرار تحریکِ خلافت (۱۹۲۱ء) میں اٹھے اور ۱۹۳۰ء تک کانگرس کے ساتھ رہے، مسلمانوں کے ادنیٰ متوسط طبقے کا ایک گروہ تھا جس کا ذہن سیاسی و اسلامی ملغوبہ تھا۔ جس میں انگریز دشمنی، اسلام دوستی، حب الوطنی، سرمایہ سے بیزاری، رجعت سے عناد، ایثار سے محبت، ظلم پر احتجاج، انقلاب کی خواہش اور جہاد کا ولولہ جمع ہو گئے تھے۔ کانگرس کا بورژوائی ذہن، ہندو معاشرے کی عصبیتیں، تلخ سیاسی تجربے، اپنی انفرادیت کا احساس اور مسلمانوں کی علیحدہ تنظیم کا تصور احرار کی تشکیل کا باعث بنا۔ لیکن کانگرس سے قطع تعلق کے باوجود آخر تک قطع ذہن نہ ہوسکا۔ ذہن ان کا وہی تھا جو کانگرس کا تھا، یعنی غیر ملکی استبداد کا خاتمہ۔ زبان ان کی اسلامی تھی اور وہ محض قومیت یا محض وطنیت کی بنیاد پر ہندوستان سے انگریزی حکومت کا خاتمہ نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک انگریزی حکومت کو تہس نہس کر دینا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ نصاریٰ کی حکومت تھی اور نصاریٰ قرآن کی رو سے معتوب تھے۔ ان سے اسلام کو لگاتار نقصان پہنچ رہا تھا، تمام دنیائے اسلام پر ان کی گرفت تھی، قرآن و سنت کی تعلیمات کو ان سے صدمات پہنچ چکے اور پہنچ رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان سے برطانوی حکومت کے محو ہو جانے پر افریشیائی ملکوں کی آزادی کا انحصار تھا۔

شاہ جی کی روایت یہ تھی کہ ۱۹۲۹ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے انھیں مجلسِ احرار قائم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ احرار ہر حالت میں جمعیۃ العلماء کے اکابر مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مولانا احمد سعید دہلوی کا احترام کرتے، انھیں مولانا ابوالکلام آزاد سے بھی بے پناہ عقیدت تھی، اور گاندھی و نہرو کا نام بھی عزت سے لیتے تھے۔ ان کا ہدف عموماً دو طرح کے لوگ تھے۔ اوّلاً: انگریز اور ان کے کاسہ لیس، ثانیاً اسلام میں عمرو عیار قسم کے لوگ۔

تجزیۂ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ:

(۱)　احرار جان گنتھر کے الفاظ میں ایشیا کی پہلی مسلمان سوشلسٹ تحریک تھے.....ممکن ہے بعض طبقوں کو اس اصطلاح

پر اعتراض ہوا اور اب تو یہ اصطلاح تجزیۂ خطرناک ثابت ہوچکی ہے......لیکن احرار واقعی ایک ایسی تحریک تھے جو عقیدہ و رسالت پر اعتقاد کے ساتھ معاشی انصاف کو عینِ اسلام سمجھتے اور جن کا عقیدہ تھا کہ اسلام کی مظلومیت تب سے شروع ہوئی ہے جب سے خلافتِ راشدہ کا نظام درہم برہم کر کے جانشینی کا نظام پیدا کیا گیا جس نے عصری ملوکیت کو جنم دیا۔ نیز جب تک سرمایہ داری نظام زندہ ہے تب تک اسلام کی نشأۃ ثانیہ ناممکن ہے۔

(۲) مسلمانوں کا طبقۂ امراء، اپنی افتادِ طبیعت کے باعث فقراء کے اس گروہ سے خائف تھا۔ اس کا کام ان کی غریبی کا مذاق اڑانا، ان پر الزام لگانا، اور ان کے خلاف بہتان تراشنا تھا۔ احرار کا کام اس طبقۂ ضالّہ کے خلاف مسلمانوں میں نفرت پیدا کرنا، ان پر پھبتیاں کسنا اور ان کی بنیادیں ہلانا تھا۔ چونکہ امراء خود غیر ملکی استبداد کے حاشیہ بردار تھے لہٰذا ان کے نزدیک استعمار دشمنی کا مطلب تھا ہندو دوستی۔ اور وہ احرار کے خلاف ہندو ایجنٹ ہونے کا طعن دھرنے میں کوئی خوف محسوس نہ کرتے تھے۔

(۳) کانگرس کے رہنماؤں سے احرار کا میل جول تھا لیکن وہ انھیں پسند نہیں کرتے تھے، ہائی کمانڈ ان سے طبیعۃً ناخوش تھا، اس کا خیال تھا کہ احرار نے ۱۹۳۱ء میں کانگرس سے علیحدہ ہو کر کانگرس کو مسلمانوں میں کمزور کیا، مذہبی ذہن کی آبیاری کی، اس آبیاری ہی سے پاکستان کا پودا پھوٹا۔ ۱۹۴۷ء میں کانگریس کے جنرل سیکرٹری اچاریہ کرپلانی نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور شیخ حسام الدین سے عندالملاقات کہا کہ لیگ سے ہماری لڑائی محض سیاسی حقوق اور ان کے تعین و تقسیم کی لڑائی ہے جس کا بہر حال کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا لیکن جمعیت العلماء اور مجلس احرار کی ہمنوائی ہمارے لیے سخت خطرناک ہوگی۔ وہ لوگ زندگی کے ہر پہلو میں ہم سے مختلف ہیں ان کے لباس، ان کے عمل، ان کی زبان، ان کی نظر، غرض ہر چیز میں پاکستان موجود ہے۔ ان سے مصالحت کرنے کی بجائے مسلم لیگ سے مفاہمت کر لیں تو کہیں بہتر ہوگا۔

ان احوال و آثار کے باوجود احرار نے اعمال وافکار کی ایک ایسی ترنگ اور اُمنگ پیدا کی جس نے پنجاب کی شہری زندگی کو ایک نیا ذوق عطا کیا۔ اور وہ صوبہ جو محض انگریزوں کا خوشہ چین ہو کر رہ گیا تھا ان کے استعمار کا نکتہ چین ہو گیا۔ تاریخ احرار کے شریفانہ تذکرہ سے خالی ہے لیکن زیادہ دیر خالی نہیں رہ سکتی۔ کہ

(۱) احرار نے پنجاب کی استعماری روایت کے برعکس ایک ایسی روایت پیدا کی جس کا مقصد غیر ملکی غلامی کے خلاف جدوجہد کی روح پیدا کرنا تھا۔ اور وہ روح ایک محدود جماعت ہی میں سہی لیکن پیدا ہوگئی۔

(۲) احرار نے مسلمانوں میں آزادی کی لگن عام کی جس سے مسلمان نوجوانوں میں ایک فعّال عنصر پیدا ہو گیا جس نے خطابت و سیاست کے میدانوں میں نام پیدا کیا اور تحریکِ آزادی میں اپنا فرض ادا کیا۔

(۳) ہندوستان کی تمام قوموں میں احرار کے آتش بجانوں اور شعلہ بیانوں نے ایک نئی روح پھونکی۔ حقیقت یہ ہے کہ

اردو زبان نے احرار سے بڑے خطیب پیدا نہیں کیے۔ اردو شاعری میں جو مقام علاّمہ اقبال کو حاصل ہے اردو خطابت میں وہی مقام سیّدعطاء اللہ شاہ بخاری کو حاصل رہا۔ مولانا حبیب الرحمٰن خطابت کے میر درد تھے، مظہر علی میر انیس، شیخ حُسام الدین امام بخش ناسخ، قاضی احسان احمد اکبرالٰہ آبادی، مولانا غوث پشتو میں نظیر اکبر آبادی اور مولانا محمد علی پنجابی زبان میں غالبِ آشفتہ سر۔

(۴) استعمار سے عناد کے علاوہ احرار نے جو سب سے بڑے کام کیا، یہ تھا کہ پنجاب میں علماء کا وقار گرتی ہوئی دیوار تھا اور بڑے بڑے زمیندار اپنے ہاں کے مولویوں کو کمّیوں میں جگہ دیتے تھے۔ احرار نے ان کی عزت کا تحفظ و تعیّن کیا۔ اس صورتِ حال کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں آج سے چالیس پچاس برس پہلے کے حالات کا علم اور اندازہ ہے۔

(۵) جس باب میں تاریخِ اسلام ان کی شکر گزار ہوگی وہ قادیانیت کا تعاقب اور اس کی سرکوبی ہے۔ احرار نے اس جماعتِ غدار کا جس بے جگری سے پیچھا کیا اس کے نتائج اسلام اور مسلمان دونوں کے لیے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً:

(ا) قادیانیت لفظاً و معناً بے نقاب ہوگئی۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ اس کا وجود ان کی وحدت اور اسلام کی مرکزیت کے لیے مہلک و مضر ہے۔

(ب) قادیانیت کا تبلیغی دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ عامۃ المسلمین اس کا شکار ہونے سے بچ گئے۔

(ج) قادیانیت کا مذہبی وجود اپنے سیاسی خدوخال سمیت آشکار ہوگیا جس سے اسلام مصئون اور مسلمان محفوظ ہوگئے۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ برِّعظیم کے مسلمانوں کی صحیح تاریخ کب لکھی جائے گی۔ کئی باب اوجھل ہو چکے اور کئی باب ادھورے پڑے ہیں۔ تاریخ میں یہی ہوتا رہا ہے کہ بیشتر صداقتیں یونہی دفنا دی جاتی ہیں اور اکثر جھوٹ ملمّع سازوں کی بدولت سونا ہو کر چمک اٹھتے ہیں۔ جس زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں پراپیگنڈا کا دور ہے۔ اور پراپیگنڈا ایک ایسا لفظ ہے کہ دوسری تمام زبانیں اس وسیع المعنی لفظ کا مترادف پیدا نہیں کرسکی ہیں۔

مکھڑے

شاعرِ احرار علامہ انور صابریؒ

شاہ ولی اللہؒ

ولی اللہ علم و حکمتِ اسلام کا معدن — شگفتہ جس کے دم سے ہند میں اسلام کا گلشن
نظر رکھتے ہوئے تفسیر ''ان اللہ معنا'' پر — دیا اپنی جماعت کو اُسی نے درسِ لا تحزن

شاہ سیّد احمد شہیدؒ

عشق ہے مردِ مجاہد کے لیے روحِ حیات — علمِ بے عشق کی اسلام میں قیمت کیا ہے
عشق کا مرکزِ تکمیل وفا ہے دراصل — سیّد احمد کی زمانہ میں شہادت کیا ہے

شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ

اپنے اسلاف کی میراثِ شجاعت کے لیے — منزلِ عشق میں جو خوف سے تھا بیگانہ
ہو گیا عشق کی معراجِ عمل پر قربان — شمعِ آزادیٔ ملّت کا وہی پروانہ

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

علوم مصطفیٰ کا قاسمِ خیراتِ روحانی! — فروزاں جس کے سینے میں چراغِ بزمِ ایمانی
بغاوت قوتِ باطل سے جس کا مقصدِ ہستی — اٹھارہ سو ستاون سن کی تحریکات کا بانی

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

آج ہے ہندوستاں میں جتنی آزادی کی لہر — اس میں پنہاں عزمِ محمودالحسن کی روح ہے
خون سے اپنے ولی اللہ نے سینچا جسے — ہر گلِ ایثارِ نو میں اُس چمن کی روح ہے

مولانا انور شاہ کاشمیریؒ

جو مراحل علم کے طے کر چکی تاریخ دیں — اُن کا آئینہ دماغ و قلبِ انور شاہ تھا
نبضِ فطرت کے تغیّر پر تھا اس کا دستِ فکر — حق پرست و حق شناس و مردِ حق آگاہ تھا

مولانا عبید اللہ سندھیؒ

کفر کے دامن میں پائی جس نے ایماں کی جھلک　　آشکارا جس پہ علم و عشق کا عرفان تھا
حلقۂ محمود میں رمزِ ولی اللہ کو　　جس نے سمجھا تھا یہی وہ پختہ دل انسان تھا

ڈاکٹر انصاریؒ

جس کا سینہ فکرِ شیخ الہند کا روح الامیں　　حریت آموز جس کا جذبۂ بے باک ہے!
ہاتھ میں جس کے مسیحائی کا پنہاں راز تھا　　''جامعہ'' کی گود میں وہ اب سپردِ خاک ہے

حکیم اجمل خانؒ

دورِ ماضی میں بہرِ آزادی　　تھے بہادر زعیم اجمل خان
عزم و ایثار کا ہر افسانہ　　یادگارِ حکیم اجمل خان

مولانا محمد علی جوہرؒ

تمام عمر رہا بے خودِ شرابِ حیات　　ہجومِ رنج والم سے کبھی ملول نہ تھا!
ہوا ہے ''بیتِ مقدس'' میں دفن بعدِ فنا　　غلام ملک میں مدفن اسے قبول نہ تھا

چودھری افضل حقؒ

حیاتِ افضل کو پڑھ کر انورؔ یہ راز سمجھا دماغ میرا　　زعیمِ فطرت شکار بھی تھا ادیبِ جادو نگار بھی تھا
دل و جگر کی حرارتوں میں حرارتِ قلبِ زندگی تھی　　فقیرِ عالی وقار بھی تھا غریب کا غمگسار بھی تھا

مولانا گل شیر شہیدؒ

نہ کیوں احرار کو ہو ناز اس پر　　ملی جس کو حیاتِ جاودانی
شہیدِ راہِ حق گل شیر مرحوم　　شہیدِ کربلا کا نقشِ ثانی!

غازی مُنّے خاں لکھنویؒ

جس نے بچپن سے بڑھاپے تک وطن کے واسطے　　قید میں کاٹے ہیں اکثر زیست کے لیل و نہار
سو رہا ہے گو زمینِ لکھنؤ کی گود میں!　　روح کی بیداریاں بہرِ وطن ہیں بیقرار

شہید الٰہی بخش چنیوٹیؒ

فطرت نے عطا کی ہے جسے مستیِ جاوید　　مے خانۂ صہبائے شہادت کے سبو سے
احرار کے جذبات کی تعمیرِ مکمّل!　　کشمیر میں لا ریب ہوئی اس کے لہو سے

مولانا احسن عثمانیؒ

جس کا عنواں تھا ”شجاعت“ کا کمالِ زندگی　　ظلم کے ہاتھوں نے وہ رنگیں کہانی لوٹ لی
جان ہی لے کر گیا آزادیٔ ملّت کا غم　　در حقیقت قیدِ زنداں نے جوانی لوٹ لی

مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

زندگی کٹتی ہے جس کی مثل دورِ اوّلین　　رات مصرفِ عبادت دن ہے مصروفِ جہاد
سر سے پا تک پیکرِ افسانہ اسلاف ہے　　اہلِ حق کرتے ہیں اس کی زندگی پر اعتماد

مولانا کفایت اللہ دہلویؒ

ہے دین وحکمت کی منزلوں میں مقامِ معراجِ فکر حاصل　　عمل سراپا فقیہ بھی ہے مفکر بے مثال بھی ہے
نظر ہے مستقبلِ جہاں پر خدا کے فضل وکرم سے جس کی　　نقوشِ ماضی کی روشنی میں دماغ دانائے حال بھی ہے

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ادب ہو، زندگی ہو، یا عمل ہو　　ترے فکر و عمل کی سیر گاہیں
مجسّم بن گئی ہیں در حقیقت　　مشیّت کے تقاضوں کی نگاہیں

مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

یوں تو جادوگر مقرر بھی مکمل عزم بھی　　عشق کی تفسیر کامل کے سوا کچھ بھی نہیں!
میری نظروں میں اگر مجھ سے کبھی پوچھے کوئی　　درد سے لبریز اک دل کے سوا کچھ بھی نہیں

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

وہ جوانی ہو یا بڑھاپا ہو　　آپ اپنی مثال ہیں دونوں
علم و حکمت برائے آزادی　　ان کے پابندِ حال ہیں دونوں

مولانا احمد سعید دہلویؒ

الفاظ کے رنگین اشارات میں جس کے   ہیں قلبِ مجاہد کے نہاں لاکھ شرارے
عالم بھی سپاہی بھی بہادر بھی جری بھی   تفسیر میں ایمان کے بہتے ہوئے دھارے

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ

جہادِ راہ آزادی کا یہ بالغ نظر مخلص   مصنّف بھی مفکر بھی جواں دل رہنما بھی ہے
محبت ہی محبت ہے کوئی ہو دوست یا دشمن   وفا کی گود میں پل کر جفا ناآشنا بھی ہے

شیخ حُسام الدینؒ

شیر دل نوجواں شجاع و جری   روحِ ایثار حلقۂ احرار!
گرم جوشِ جہادِ آزادی   سر سے پا تک تمام تر ایثار

مولانا غوث ہزارویؒ

ہے جن کی آرزو باغِ وطن ہو   غلامی کے خس و خاشاک سے پاک
بلا خوف و خطر اظہارِ حق میں   زباں بے باک بھی ہے دل بھی ہے بیباک

مولانا محمد علی جالندھریؒ

پروردۂ دامانِ اکابر ہیں نگاہیں!   دل علم کا گنجینۂ انوار ہے گویا!
آزادیٔ کامل کے لیے رزمِ عمل میں   اخلاص کی چلتی ہوئی تلوار ہے گویا

تاج الدین انصاریؒ

''تاج'' احرار سرفروشِ زعیم   ناز ہے اُس پہ زندگانی کو
چند لفظوں میں کہہ گزرتا ہے!   زندگی کی بڑی کہانی کو!

مولانا عبدالقیوم پوپلزئیؒ

فیضِ انور شاہ سے دل کو وہ جوہر مل گیا   آج تک اسلاف کی راہوں سے وہ بھٹکا نہیں
ساتھ جب تک ہے یہ سرحد کا جوانِ باعمل!   کاروانِ راہِ آزادی کو کچھ کھٹکا نہیں

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

نوجواں میرِ کاروانِ عمل واعظِ بے مثال و سحر طراز
قوم کی خدمتِ مجسّم ہے عاشقِ بارگاہِ شاہِ حجاز

نوابزادہ محمود علی خانؒ

غریبوں کا ہمدرد و مونس سراپا لفافہ امیری ہے مضموں فقیری
اٹھائے ہیں ناموسِ ملّت کی خاطر دل و جاں ہے آلامِ دورِ اسیری

صاحبزادہ سیّد فیض الحسنؒ

گلِ بے بہائے ریاضِ علی شریکِ جہادِ نجاتِ وطن
مجھے نام کی فکر جس دم ہوئی کہا میرے دل نے کہ فیض الحسن

حافظ علی بہادر خانؒ

ہیں گرمِ سعی عمل ، حریت کے میداں میں رموزِ دیں کا شناسا علی بہادر خاں
دلیلِ فطرتِ احرار زندگی جس کی وہ ہے عمل کا تقاضا علی بہادر خاں

آغا شورش کاشمیریؒ

تباہیوں کا وطن کی خاطر جو دیکھنا ہو کوئی مرقع کتابِ احرار پڑھ کے دیکھو ملے گا شورش کی زندگی میں
ادب، تواضع، جہاد، اخلاص، عزم و ہمت کمالِ غیرت بھرے ہیں قدرت نے حُسن کتنے نحیف و کمزور آدمی ہیں

مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ

اسلام کا تصورِ ہستی ہے اصل عشق آزادیٔ وطن کا تخیّل ہے ثانوی
اس راز کو سمجھ کے ہیں احرار میں شریک شکرِ خدائے پاک رفیقِ میانوی!

نوابزادہ نصراللہ خانؒ

ہے غم شریک عسکرِ ملّت کے ساتھ ساتھ احرار نے مزاج امارت بدل دیا
دولت سمیٹنے کو سمجھنے لگے حرام قربانیوں نے رنگِ طبیعت بدل دیا!

غازی محمد حسینؒ

باغباں جس کا ہے عطاء اللہ   اُس چمن کی بہار ہے غازی
خرمنِ دشمنِ وطن کے لیے   شعلۂ بے قرار ہے غازی

سالار معراج الدینؒ

مجلس احرار کے آغوش میں   عشق کی معراج ہے معراجِ دیں
ہر نظر حسنِ عمل کی رازدار   ہر قدم جس کا ہے جرأت آفریں

حکیم آفتاب احمد جامعیؒ

محرم اسرارِ فیضِ کائنات   آشنائے گرد و پیشِ انقلاب
ان کے حق میں کیا کہوں اس کے سوا   آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

☆☆☆

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے سرگرم کارکن محمد جنید کے تایا جان ۱۰؍دسمبر کو حاصل پور میں انتقال فرما گئے۔
- چیچہ وطنی جماعت کے معاون مولانا قاری محمد شفیق ۱۲؍۱۴۹ ایل کی والدہ ماجدہ ۱۱؍دسمبر کو انتقال فرما گئیں۔
- ہمارے معاون سجاد زرگر کے بھائی محمد عرفان یکم دسمبر کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون حکیم راشد حسن کے جواں سال بیٹے ۲۳؍دسمبر کو ٹریفک حادثہ میں انتقال فرما گئے۔

دعائے صحت

- والدہ ماجدہ سید محمد معاویہ بخاری (مدیر ماہنامہ ''الاحرار'' ملتان)
- والدہ ماجدہ عبداللطیف خالد چیمہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)
- ہمارے دیرینہ کرم فرما اور رفیقِ فکر محترم جناب محمد عباس نجمی شدید علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن محمد بشیر چغتائی علیل ہیں۔

احباب وقارئین کی خدمت میں دعاء کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت اور بیماروں کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

عشّاقِ لیلائے آزادی کا خاندان

ادارہ

آزادی نہ تو قراردادوں سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی تقریروں اور بلند بانگ دعووں سے۔ آزادی کے لیے سیکڑوں، ہزاروں جانوں کی قربانی، ماؤں کے ارمانوں کا خون، بہنوں کی امیدوں کا جنازہ، بھائیوں کی آرزوؤں کی تباہی، بیٹوں اور بیٹیوں کے خواہشات کے کچلنے اور بیویوں کے سہاگ کی بربادی اوّلین شرط قرار پاتی ہے۔ برِصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے شمع آزادی فروزاں کرنے کے لیے قربانیوں کے فلک بوس مینار کھڑے کیے اور انگریز سامراج کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ اُنھیں مقصد کے لیے دارورسن کے مراحل طے کرنے پڑے۔ اپنوں کی بے وفائیوں اور کج ادائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ظالموں کے مظالم اور بربریت کا مقابلہ کرنا پڑا اور بیگانوں کے طعنوں اور حوصلہ شکن حالات سے گزر کر آزادی کی کرن کو غلامی کے گہرے سیاہ بادلوں سے نجات دلانی پڑی۔ اسی خون رنگ داستان کے چند سرکردہ کرداروں اور ان کی سزاؤں کا مختصر تذکرہ پیش ہے جو آپ کے خون میں حریت کی لہر دوڑا دے گا اور اسلاف کی قربانیوں اور مشکلات کا ادراک بخشے گا۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، قلعہ گوالیار میں دو سال قید

☆ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، قاتلانہ حملہ، تحریر وتصنیف سے روکنے کے لیے دونوں ہاتھوں کے جوڑ توڑ دیے گئے۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، دو مرتبہ زہر دیا گیا۔ بدن پر ایسے تیزابی مادے ملے گئے کہ (۱) برص ہوگئی (۲) بینائی جاتی رہی (۳) خون میں حدّت پیدا ہوئی اور مختلف امراض میں گھِر گئے۔

☆ سید احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، شہادت

☆ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، شہادت

☆ ۱۸۶۶ء مولانا یحییٰ علی صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ عمر قید۔ (مقدمہ سازش انبالہ)

☆ ۱۸۶۵ء مولانا احمد اللہ صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ عمر قید۔ مع ضبطیٔ جائیداد، قبور بھی اکھاڑی گئیں۔ (مقدمہ سازش پٹنہ)

☆ ۱۸۷۰ء ابراہیم منڈل رحمۃ اللہ علیہ عمر قید۔ (مقدمہ سازش راجہ محل)

☆ ۱۸۷۰ء مولانا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ عمر قید۔ (مقدمہ سازش مالدہ)

☆ ۱۸۷۱ء مولانا مبارک علی رحمۃ اللہ علیہ عمر قید۔ انھوں نے حالتِ قید میں ہی رحلت فرمائی۔ (مقدمہ سازش پٹنہ)

☆۱۸۵۷ء حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ حجاز چلے گئے۔ وہیں انتقال ہوا۔ مکہ معظّمہ میں دفن ہیں۔

☆۱۸۵۷ء مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ قید۔ والد شہید کر دیے گئے۔

☆۱۸۵۷ء مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیو بند کو انگریز گھر گھر تلاش کرتے رہے مگر وہ ہاتھ نہ لگے اور جہادِ حریت جاری رہا۔

☆۱۸۹۱ء شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ مالٹا میں چار سال قید رہے۔

☆مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال قید رہے۔

☆مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ بائیس سال جلاوطن رہے۔

☆مولانا منصور انصاری رحمۃ اللہ علیہ بائیس سال جلاوطن رہے۔

☆مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دس سال قید رہے۔

☆مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار قید رہے۔ دہلی اور دیو بند سے لاہور لا کر پابند کر دیا گیا۔

☆مولانا محمد جوہر علی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال قید۔

☆مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال قید۔

☆مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال قید۔

☆مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ دس سال قید۔

☆مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ دس سال قید۔

☆مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال قید۔

☆چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال قید۔ (متعدد امراض بھی لگ گئے، انگریز نگران جیل خانہ جات کی انا کو ٹھیس پہنچانے کے جرم میں کھڑی بیڑی ظالمانہ سزا کے نتیجے میں دایاں ہاتھ مکمل مفلوج ہو گیا۔ تمام تصنیفی خدمات بائیں ہاتھ سے انجام دیں۔ گلے کی آواز بھی بند ہو گئی)

☆مولانا مظہر علی اظہر رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال قید۔

☆ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ چھ سال قید۔

☆مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ دو سال قید۔ بعد ازاں شہادت

☆مولانا غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ چھ سال قید۔

☆مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ چھ سال قید۔

☆ شیخ حُسام الدین رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال قید۔

☆ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ چھ سال قید۔

☆ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ چار سال قید۔

☆ مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ دس سال دو ماہ قید۔

☆ مولانا احسن عثمانی دورانِ قید حریت پسندی کی پاداش میں بہیمانہ تشدد اور ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجے میں جوانی میں ہی واصل بحق ہوئے۔

☆ آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ دس سال چار ماہ قید۔

☆ مرزا غلام نبی جانباز رحمۃ اللہ علیہ بازو توڑ دیے گئے اور دس سال قید۔

☆ پیر سیّد فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساڑھے چھ سال قید۔

(استفادہ از: آغا شورش کاشمیری، چودھری غلام نبی رحمھما اللہ)

میرا خاندان

میں ان علمائے حق کا پرچم لیے پھرتا ہوں۔ جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ ربّ ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں......لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟......وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کی عادی۔ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانی کا سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کا متبع ہوں، سید احمد شہید کی غیرت کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہید کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر علمائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گذار ہوں جنھیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں! ہاں! میں انھی کی نشانی ہوں......انھی کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتوی کا علَم لے کر نکلا ہوں میں نے شیخ الہند کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی مؤقف نہیں۔ میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا۔

ہر شخص اپنا شجرۂ نسب ساتھ رکھتا ہے میرا یہی شجرۂ نسب ہے میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس خاندان کا ایک فرد ہوں۔ (خطاب: بطلِ حریّت سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۳/ مارچ ۱۹۳۹ء)

۱۱/ جولائی ۱۹۳۱ء کو پہلی احرار کانفرنس حبیبیہ ہال لاہور کے
دوسرے اجلاس میں مختلف اضلاع کے مندوبین کے اجتماع سے

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک یادگار تاریخی خطاب

انتخاب: ڈاکٹر محمد عمر فاروق

۱۹۱۶ء میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب کو بالاتفاق منظور کر لیا اور مختلف صوبوں میں نشستوں کا تناسب بھی مقرر کیا گیا۔ جس کی رو سے اگرچہ مسلمان اقلیت میں رہے، لیکن پھر بھی انھوں نے اجتماعی مفاد کے پیشِ نظر شکایت نہیں کی۔ جب کہ ہندو اس پر بھی قناعت نہ کر سکے اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو گئے اور پنجاب میں فرقہ وارانہ تنازعات کی شدید لہر اٹھی۔ ہندوؤں نے جداگانہ انتخاب کی مخالفت اس لیے شروع کر دی کہ انھیں پنجاب کونسل میں ایسے مسلمان نظر آئے تھے جو ان کے زیر اثر نہ تھے۔ مسلمانوں کے مفادات ہندوؤں کو کھٹکے اور انھوں نے جداگانہ انتخاب کے خلاف آواز اٹھائی کہ نشستیں مخصوص کی جائیں اور حلقہ ہائے انتخاب مخلوط کر دیے جائیں۔ سکھ رہنما سردار بھاگ سنگھ نے کہا کہ مسلمان تمام ہندوستان کے لیے ایک اصول ایک فارمولا بتائیں۔ تاکہ اس پر عمل کیا جا سکے۔ لیکن جب مارچ ۱۹۲۷ء میں مسلمان رہنماؤں نے دہلی میں یہ تجویز پیش کر دی کہ ہر صوبہ میں آبادی کے تناسب نشستیں مخصوص کر دی جائیں اور حلقہ ہائے انتخاب مخلوط کر دیے جائیں تو سکھوں اور ہندوؤں نے اس فارمولے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب اور بنگال میں بھی مخلوط انتخاب سے مسلمانوں کو آبادی کے مطابق نشستیں دے کر صوبہ جاتی معاملات کا بندوبست کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں نہرو رپورٹ منظر عام پر آئی۔ جسے پنجاب کے ہندو، سکھ اور مسلمانوں نے تسلیم کر لیا۔ کانگریس نے اس کی منظوری دے دی، حتیٰ کہ کلکتہ میں مہاتما گاندھی نے اِسی نہرو رپورٹ کو ہاتھ میں لے کر ہندوستان کی طرف سے برطانیہ کو چیلنج بھی کیا۔

احرار کے بانی ارکان نے اپنی قوم کی مخالفت مول لے کر اور ذاتی دوستیوں کو قربان کرتے ہوئے اس رپورٹ کو مقبول بنانے میں شب و روز ایک کر دیے، لیکن جلد ہی رپورٹ کے دستخط کنندگان ہندوؤں اور سکھوں بلکہ خود گاندھی اور مدن موہن مالویہ نے بھی رپورٹ کی مخالفت شروع کر دی، کیونکہ نہرو رپورٹ کے فارمولے کے قابل عمل ہونے کی صورت میں صوبہ پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہونے کا امکان تھا۔

غرض یہ کہ تجاویز دہلی اور نہرو رپورٹ دونوں کو ہندوؤں اور سکھوں نے مسترد کر دیا اور جداگانہ انتخاب کے لیے

خود ہی میدان صاف کر دیا اور انھوں نے بقول مولانا مظہر علی اظہر:

''ہمارے لیے کوئی ایسا راستہ نہ رہنے دیا۔ جس میں ہم ان کے ہمنوا ہو کر اپنے مختلف الخیال مسلمان بھائیوں کو بھی اسی راستے پر چلنے کی دعوت دیتے......''

ہندوؤں اور سکھوں کے ایک بڑے طبقے کی کوتاہ اندیشی نے مسلمانوں میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ اگر ہندو اور سکھ پنجاب اور بنگال کی صوبہ جاتی حکومتوں میں مخلوط انتخاب سے مسلمانوں کی ذرہ برابر اکثریت کو بھی برداشت نہیں کر سکتے تو ہم ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ماتحت اپنے آپ کو کیوں دے دیں۔ جس میں ہمیشہ ہندو اکثریت ہوگی۔''

اِسی ردّعمل کے نتیجہ میں پنجاب کے دردمند رہنماؤں نے مخلوط انتخاب کے مزید جھانسے میں آنے اور کانگریس اور سکھوں پر مسلسل اعتماد کیے جانے کی بجائے علیحدہ حریت پسند تنظیم مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں لانے کا اعلان کیا۔ آئندہ اوراق میں موجود حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر دراصل مندرجہ بالا پس منظر کی آئینہ دار ہے۔ جس میں اک مسلم انقلابی رہنما نے اپنا دل کھول کر قوم کے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ تقریر نہ صرف عہد ماضی کے حالات سے آگاہی بخشتی ہے، بلکہ اس میں حضرت امیر شریعت کے منفرد اسلوبِ خطابت کی جھلکیاں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

''ہندوستان کے مسلمان نہ ۱۹۲۸ء سے پہلے، نہ اس کے بعد نہ اب (شفاعت اللہ خان کی طرف اشارہ کر کے) اور خدا جانے آپ کی سازشوں کے بعد کب تک مخلوط انتخاب کے حامی نہیں تھے۔ (نعرۂ تکبیر، اظہارِ مسرت) یہ فریب کا جال ہندوؤں نے ہی بچھایا تھا۔ تاکہ باہمی اعتماد پیدا ہونے کے علاوہ متحدہ قومیت دکھا کر انگریز کو نیچا دکھایا جائے۔ اس لیے بقول حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ اسی پنجابی ٹولی نے سات کروڑ مسلمانوں کے جذبات کو ہندوؤں کی خواہشات کے منہ پر بھینٹ چڑھایا، اگرچہ تین دن یہ ٹولی انکار کرتی رہی اس پر بھی ہندو اور سکھ کا اطمینان نہ ہوا۔ دوسرے صوبوں میں بھی اقلیتیں ہیں، مگر خدا جانے یہ سکھوں کی اقلیت ہندوستان میں کن معنوں میں شمار کی جاتی ہے۔ بلائے بے درماں کی طرح خواہ مخواہ ہمارے سر پر سوار ہو رہی ہے۔ اس قوم کی تو یہ مثال ہے کہ ''گھوڑا لگا چلنے تو بیل نے ٹانگ اڑائی'' درحقیقت یہ قوم بیل کی ٹانگ کی طرح ہماری آزادی اور ترقی کے راستے میں حائل ہے۔ اگرچہ ہم ابھی تک (بدقسمتی سے) گاندھی جی پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں، مگر سچ پوچھو تو انہوں نے ہی اس کابوس کو ہمارے سینے پر سوار کیا نہرو رپورٹ منظور ہونے پر انہوں نے ہی فرمایا تھا کہ ''سکھ مارے گئے'' یہ سن کر ہی اس قوم نے ہمارے ساتھ محاربانہ طریق سے پیش آنا شروع کر دیا۔

بھائی شفاعت اللہ خان سے میری گزارش ہے کہ جس طرح ہم لوگ جداگانہ انتخاب کے عقیدے کو چھوڑ کر تین سال ہندوؤں اور سکھوں سے انصاف کی آس لگائے رہے۔ اب آپ کو ابھی تک اگر کوئی امید کا چراغ اس قوم کے تعصب

کے ایوانوں میں نظر آ رہا ہے تو بے شک ہمارے طرف سے چار سال تک اس تمنا میں بیٹھے رہو، مگر یاد رکھو! قوم سے کچھ نہیں ملے گا۔ مجھے تو ڈاکٹر انصاری کی فرید پور والی تقریر سے گاندھی جی کے متعلق شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ مخلوط انتخاب کے لیے ہندو اور سکھ کیوں بے تاب نظر آ رہے ہیں؟ مخلوط انتخاب ہے کیا بلا؟ یہ بالکل غلط ہے کہ آزادی کا راستہ یا اس کے راستے کا تصور مخلوط انتخاب ہے۔ ہم نے جداگانہ انتخاب کے ہوتے ہوئے آزادی کی جنگ لڑی اور پانچ سو مسلمان شہید اور بارہ ہزار کو قید کرا دیا۔ آج ہندو اور سکھ جداگانہ انتخاب کو پھر تسلیم کر لیں پھر دیکھیں کہ میں بارہ ہزار کی بجائے چوبیس ہزار قید ہونے والا اور پانچ سو کی بجائے ایک ہزار شہید ہونے والا مسلمان جنگ آزادی میں لے کر آتا ہوں یا نہیں یہ ہندوؤں کا ایک دھوکہ اور بنیے پن والا فریب ہے ورنہ جنگِ آزادی کو مخلوط یا جداگانہ انتخابوں سے کیا نسبت ہے۔ آخر بتایئے تو سہی، آپ لوگوں کو مخلوط انتخاب کا زکام کیوں لگا ہوا ہے؟

میں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی نے سوائے مسلمانوں کے، کبھی ہندوستان میں اپنی قوم سے جنگ کی۔ ورنہ بتائیں کہ شدھی کے زمانے میں مہاتما جی اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے کیوں مالوی جی کے کہنے پر آشرم میں جا بیٹھے؟ یاد رکھو! ہم نے لیڈری کسی غیر مسلم سے نہیں سیکھی۔ ہم نے تو عبداللہ کے یتیم بیٹے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیڈری سیکھی ہے جو خدا کو ایک منوانے کے لیے تمام دنیاداروں کے سامنے چٹان کی طرح سے تمام عمر کھڑا رہا اور مخالفین سے پتھر کھاتا رہا اور لامتناہی سختیوں اور مصیبتوں کے طوفان کو اپنے گھر میں دعوت دیتا رہا۔

میری عبدالمجید سالک اور غلام رسول مہر سے دانت کاٹی روٹی تھی۔ میں اور سالک اکٹھے جیل میں رہے۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر جیتے تھے۔ افسوس وہ ہم سے جدا ہوئے اور ہم نے تم لوگوں کی ہٹ کو پورا کرنے کے لیے یہ بھی گوارا کر لیا۔ آہ! آج سالہا سال ہو گئے ہیں کہ ان دوستوں اور عزیزوں سے میری علیک سلیک تک بھی نہ رہی، مگر ظالمو! تم نے میری اس قربانی کی پرکاہ کے برابر بھی پرواہ نہ کی۔ ہم نے مقاماتِ مقدسہ کے لیے خلافت کے دوران میں خون نہ دیا، مگر ملک کی آزادی کے لیے ایک ہزار پانچ سو بچوں اور نوجوانوں کا خون دیا۔ ہم نے اپنی قوم سے کٹ کر تمہاری طرف ہاتھ بڑھائے، مگر تمہارے ہاتھوں کو دائمی رعشہ ہی رہا۔

ہم نے محض وطن کے عشق میں وارفتہ ہو کر اپنی قوم کے جذبات کو مجروح کیا، مگر اب ہم مخلوط انتخاب کے اس دھوکے سے اپنی قوم کو بے خبر نہیں رکھنا چاہتے۔ بھائی عبدالمجید اور شفاعت اللہ کے لیے مناسب ہے کہ اپنا ریزولیوشن واپس لے لیں کیونکہ اب تو ہندو اور سکھ، حق رائے دہی بالغاں سے بھی انکار کر رہے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ مخلوط انتخاب بھی ہرگز منظور نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرۂ تکبیر)

مولانا کی تقریر کے بعد صاحب صدر (مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی) نے ووٹ لیے تو ڈیلی گیٹوں نے بالاتفاق جداگانہ انتخاب کی قرارداد کو منظور کر لیا اور مخلوط کی ترمیم گر گئی۔ (روزنامہ ''انقلاب'' لاہور ۱۴ ر جولائی ۱۹۳۱ء)

ارشاداتِ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب: محمد قاسم چیمہ

☆ خدا کی عبادت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور انگریز سے بغاوت میرا ایمان ہے اور رہے گا۔ خدا معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ہیں اور انگریز مغضوب۔

☆ انگریز کی فطرت کا خمیر سانپ کے زہر سے اٹھایا گیا اور اسے اپنی غذا کے لیے انسانی خون کی جو چاٹ پڑی ہوئی ہے بڑی مشکل سے چھوٹے گی۔

☆ ''میں ان سوروں کا ریوڑ چرانے پر بھی تیار ہوں جو برٹش امپریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں ایک فقیر ہوں۔ اپنے نانا کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں......اور اگر کچھ چاہتا ہوں......تو اس ملک سے انگریز کا انخلاء......دو ہی خواہشیں ہیں میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔

☆ برطانیہ کے سگانِ دم بریدہ! غور سے سن لو تمہارے آقا کو یہاں سے بستر گول کرنا پڑے گا۔ میں پھر کہتا ہوں جو وطن کی آزادی کا علمبردار نہیں وہ پلید و ناپاک جانور سے بدتر ہے۔

☆ دنیا میں چار چیزیں محبت کے قابل ہیں: مال، جان، آبرو اور ایمان......

لیکن اگر جان پر کوئی مصیبت آئے تو مال قربان کرنا چاہیے اور اگر آبرو پر کوئی آفت آئے تو مال و جان دونوں کو اور اگر ایمان پر کوئی ابتلاء آئے تو مال، جان، آبرو سب کو قربان کرنا چاہیے۔ اگر سب کے قربان کرنے سے ایمان محفوظ رہتا ہے تو یہ سودا سستا ہے۔

☆ ہندو قوم مسلمانوں کا کیا مقابلہ کرے گی جس کا خدا (گائے) مسلمانوں کی غذا ہے۔

☆ جو چیز آپ کو اپنے اصل معبود، اللہ تک پہنچنے سے روکتی ہے وہ ''بت'' ہے۔

☆ انبیاء نہ آتے تو کائنات ایک ایسی کتاب کی مصداق ہوتی جس کے ابتدائی اور آخری صفحات کھو گئے ہوں۔ یہ بات انبیاء کی معرفت سے انسانوں کو ملی ہے کہ انسان اور اس کے رب کے درمیان کیا رشتہ ہے۔

☆ ختمِ نبوت کی حفاظت میرا جزوِ ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا جی نہیں......چوری کا حوصلہ کرے

گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دوں گا۔اور جو اس مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا میں اس کا ہاتھ قطع کر دوں گا۔میں میاں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کا نہیں نہ اپنا نہ پرایا۔میں انہیں کا ہوں وہی میرے ہیں جس کے حسن و جمال کو خود ربِ کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے اُن پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔''

☆ جب تک احرار زندہ ہیں جھوٹی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔جب بھی کوئی کذّاب سر اٹھائے گا صدیقِ اکبر کی سنت جاری کی جائے گی۔یاد رکھو! میں تو زندہ نہیں رہوں گا مگر تم دیکھو گے کہ شہدائے ختمِ نبوت کا خون بے گناہی رنگ لا کر ہی رہے گا۔

☆ ''اے قادیانیو! اگر نیا نبی بنائے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہوسکتا اور اس کے بغیر تم جی نہیں سکتے تو ہمارے مسٹر جناح کو ہی نبی مان لو۔ارے مرد تو ہے۔جس بات پر ڈٹا کوہ کی طرح ڈٹ گیا۔قہقہوں کے بادل اٹھے۔اشکوں کی گھٹا چھائی۔خون کی ندیاں بہہ گئیں۔لاشوں کے انبار لگ گئے۔مگر کوئی چیز مسٹر جناح کے عزم کو نہ ہلا سکی۔اس نے تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر رکھ دیا۔''

☆ اس وقت آئینی وغیر آئینی دنیا میں یہ بحث چل رہی ہے کہ آیا ہندوستان میں ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برِصغیر کو دو حصوں میں جدا کر دیا جائے۔قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو مشرق سے سورج طلوع ہوگا۔لیکن یہ وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے لیے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

☆ قدحِ صحابہ کرنے والو! خدا سے ڈرو۔میں علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں اور صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح کرتا ہوں اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا۔تم کون ہو! ہائے وہ لوگ جنہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جگہ ملی ہو۔تم انہیں گالی دیتے ہو۔ظالمو حشر کے دن آقا کو کیا جواب دو گے!

☆ خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے میں مجلس احرار کا علم بلند رکھونگا حتیٰ کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر بھی سرخ پھریرا لہراتا رہے گا۔

ملفوظات چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

جمع عناوین: خان غازی کابلیؒ

احرار اور جنگِ آزادی

''جنگِ آزادی میں شرکت کی بنا پر لیگی مسلمان احرار کو کانگرس کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور حقوق طلبی پر ہندو ہمیں فرقہ پرست کہتا ہے۔ یہی تعریف بہترین تعریف ہے ہم نے ''خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا کَدَر'' کے پاکیزہ اصول پر کانگریس اور لیگ دونوں جماعتوں کی خوبیوں کو اخذ کر لیا ہے اور برائیوں کو پرے پھینک دیا ہے نہ ہم مسلمانوں کے حقوق نظر انداز کرنے والے ہیں اور نہ حقوق کا بہانہ بنا کر آزادی کی جنگ سے لیگ کی طرح پہلو بچانے والے ہیں جس پالیسی پر ساری قوم ۱۹۲۰ء میں جمع ہو گئی تھی ہم اس راہ پر گام زن ہیں انگریز سے ترک تعاون اور اہلِ وطن سے موالات ہماری پالیسی کا خُلاصہ ہے۔'' (خطبہ پشاور کانفرنس، اپریل ۱۹۳۹ء)

سب باتوں پر آزادی ہند کو ترجیح دینی چاہیے تا کہ ہمسایہ قوم کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کر کے ہندوستان میں اپنی پوزیشن مضبوط کریں۔'' (خطبہ صدارت امرتسر کانفرنس، مئی ۱۹۳۶ء)

ہندوستان کی آزادی پر ہی عالم اسلام کی آزادی منحصر ہے۔'' (خطبہ صدارت امرتسر کانفرنس، مئی ۱۹۳۶ء)

مسلم لیگ

اپنی قوم کو ہندوؤں سے خوف دلانا لیگ کا فلسفۂ حیات ہے یہ دشمنوں کی کوششوں سے بھی بڑھ کر اسلام دشمنی ہے۔'' (خطبہ پشاور کانفرنس، ۱۹۳۹ء)

لیگ کے ارباب اقتدار جو عیش کی آغوش میں پلے ہیں اسلام جیسے بے خوف مذہب اور مسلمانوں جیسے مجاہد گروہ کے سردار نہیں ہو سکتے۔ مُردوں سے مُرادیں مانگنا اتنا بے سود نہیں جتنا لیگ کی موجودہ جماعت سے کسی بہادرانہ اقدام کی توقع رکھنا۔''

''ایسی بے جان اور غیر ترقی پسند جماعت سے رہنمائی کی خواہش کرنا۔ کاٹھ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آزادی کے سفر کو نکلنا ہے۔'' (خطبہ پشاور کانفرنس، اپریل ۱۹۳۹ء)

''مسلم لیگ کے نصب العین اور احرار کے نصب العین میں بڑا فرق ہے۔'' (خطبہ امرتسر کانفرنس، مئی ۱۹۳۶ء)

پاکستان

''وطن عزیز اور دنیائے اسلام کی غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ہندوستان اور دنیائے اسلام کو الگ الگ نہیں بلکہ ایک غلامستان سمجھ کر قسمت آزمائی کی جائے لیکن قومی بوجھ بجھکڑ ایسے حال میں شمالی ہند کو پاکستان بنا رہے ہیں۔ جب کہ خاک پاک عرب بھی دائمی غلامی کے اندیشوں سے خالی نہیں۔''

ربع صدی تک علیحدہ انتخاب کو ہم نے اسلامیان ہند کے لیے نعمت کہا اس کے لیے ایک دنیا کو غلام بنایا لیکن آپ کے قول کے مطابق اس خوشگوار خواب کی تعبیر ہندو کی غلامی ہوئی۔ سوچ لو! پاکستان کی تحریک بھی برطانوی جھانسہ ہی نہ ہو۔ تم جو غلامی میں شمالی ہند کوئی ریاست بنانا چاہتے ہو یہ سوچو اس الجھاؤ میں پڑھ کر قریبی جنگ میں کسی اور اسلامی ملک کی غلامی کا باعث تو نہ بن جاؤ گے؟ مجھے ڈر ہے کہ تاریخ اس حقیقت کو دہرا رہی ہے کہ برطانوی استعمار کو جب شدید ضرورت ہوتی ہے تو وہ مسلمانوں کے سامنے نئی سے نئی آرزوؤں کا خلد نما منظر پیش کر کے اسے وعدوں کے سراب میں پھنسا دیتا ہے جب کام نکل جاتا ہے تو بے حقیقت قلی کی طرح ہر وعدے کے جواب میں اس کے حصہ اسفل پر ایک لات رسید کر کے کہتا ہے جا دور ہو جا۔

پاکستانی کی تحریک مکانی لحاظ سے نہیں بلکہ زمانی لحاظ سے شرانگیز ہے قوموں کے سر پر قیامت کی گھڑی کھڑی ہے مجھے حقیقی پاکستان (آزادی) کی فکر ہے۔ نئی آزمائشوں سے مل کر نکلیں اس کے بعد ممکن ہے ہندو سیاسین خود ہی سوائے اس کے کوئی چارہ نہ دیکھیں کہ سیاسی مصلحتوں کی بنا پر شمالی ہند کو ایک مضبوط اسلامی ریاست بنانے میں مدد و معاون ہوں یا تو آزاد ہند کو ایران افغانستان پر کامل اعتماد کرنا پڑے گا ورنہ آزاد اسلامی ممالک کے درمیان ایک آزاد خطہ کی حد فاصل قائم کرنی پڑے گی۔

۱۹۰۴ء میں اسی ذہن کو لے کر اٹھے تھے ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا کے تخیل کا اول پروردگار یہی ہندو ہے۔ آج کل کے پاکستانی اسی ہندووانہ ذہن کی پیداوار ہیں۔ بھائی جی کو بدھائی دو کہ اس کے مسلمان متبعین پیدا ہو گئے مسلمان کا خوف ان کے تصور کی بنیاد...... ہندو کا ڈر اس تحریک کا باعث۔ البتہ آزاد ہندوستان کی تقسیم طبعی ضرورتوں کی بنا پر ہونی چاہیے۔ آنے والی نسلوں کے فرائض ان پر چھوڑ دیں۔ ہندوستان اور دنیائے اسلام کی آزادی کے دن قریب لا کر ہم اپنا فرض ادا کریں۔ پاکستان کی خواہشوں کو لے کر انگریز کے پاس جاؤ وہ اپنی خوش قسمتی پر ناز کرے گا کہ تم لعل کے عوض کوئلے لینے آئے۔ کہے گا تم جنگ میں میرے مدد کرو میں تمھاری مدد کروں گا۔ پس مجھے بھرتی دو اور اپنی بات مجھ سے منوالو۔ خود ہی سوچو کہ لیا کیا اور دیا کیا۔ اس نازک اور اہم دور میں انگریز کے پاس کسی چھوٹی آرزو کا لے جانا وطن عزیز کی آزادی اور دنیائے اسلام کے سود و بہبود کو ارزاں فروخت کرنا ہے۔ سارے غلامستان یعنی ہندوستان اور دنیائے اسلام، کی آزادی سے کم کسی معاملہ پر انگریز سے گفتگو مسلمان کے وطنی اور مذہبی تصورات کی توہین ہے۔ (خطبہ پشاور کانفرنس، اپریل ۱۹۳۹ء)

فرموداتِ مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر خالد شبیر احمد*

درج ذیل اقتباسات مفکر احرار کے خطبات وتصنیفات سے لیے گئے ہیں۔ ان میں مجلس احرار کا نصب العین، مؤقف اور احرار اسلام کی وہ دعوت موجود ہے جو احرار کا طرۂ امتیاز ہے۔ حالات کی گواہی ہے کہ اسی میں اقوامِ عالم کی سرخروئی کا راز مضمر ہے اور یہی دعوت انھیں منزل مراد تک پہنچا سکتی ہے۔ جماعت احرار کے یوم تاسیس ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کے حوالے سے یہ اقتباسات نذر قارئین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس احرار اسلام

''دنیا ہم خاک نشینوں پر ہزار پھبتیاں اڑائے اور اپنے خیال خام میں ہماری کارکردگی پر خاک ڈالنے کی رات دن کوشش کرے، تاہم مجلس احرار ہی ہے جس کا دل اور دماغ اسلامی اقدار اور اسلامی مقاصد کو صحیح سمجھ کر اس کی تقویت میں لگا ہوا ہے اور یہی ہندوستان میں ایک قومی ادارہ ہے جس نے بیک وقت سیاستِ ملکی، خدمتِ خلق، رضا کاروں کی تنظیم، ردِّ مرزائیت، مدح صحابہ جیسی ضروری تحریکات کو شروع کر کے ادھورا نہیں چھوڑا۔ بلکہ مشکلات کے پہاڑ عبور کر کے پورا کیا۔''

پاکستان

''احرار اُس پاکستان کو ''پلیدستان'' سمجھتے ہیں۔ جہاں امراء بھوک کو چورن سے بڑھاتے ہوں، اور غریب غم کھاتے ہوں۔ جہاں ایک وقت میں ایک منہ کے لیے سینکڑوں نوالے اور ایک جسم کے لیے بیسیوں دوشالے ہوں اور دوسری طرف جہاں سردیوں میں لنگوٹی سے بھی مختصر لباسِ زندگی ہو اور دم کے آنے جانے پر ہی زندگی کا قیاس ہو۔ جنھیں آج کسی غریب ہمسایہ کی افسردہ صبحیں اور آزردہ شامیں دیکھ کر مدد کرنے کا خیال نہیں وہ کسی خطے کو صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں گے۔ پس احرار پاکستان کی مذمت نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ سرمایہ داری کی کارفرما روح کے مخالف ہیں جو غریب مسلمانوں کو اپنا کرلوٹنا چاہتی ہے۔ انتہا درجے کے تنگ دل اور متعصب فرقہ پرست تمھیں فرقہ پرست کہیں گے۔ ان کی پرواہ نہ کرو، کاروانِ احرار کو چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں نہ کانگریس کا اکھنڈ ہندوستان ہے بلکہ وہ سرزمین ہے، جہاں سوسائٹی

*نائب امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

میں درجے نہ ہوں، بلکہ انسانیت ایک درجہ ہو، احرار کا وطن وہ ہے جہاں کوئی اچھوت نہ ہو۔ جہاں انسانوں کو ذلیل سمجھنے والے ذلیل سمجھے جائیں، جہاں ہر کوئی اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے مطابق ترقی کرنے میں آزاد ہو۔ جہاں نظامِ حکومت کامل مساوات پر قائم ہو اور جہاں سرمایہ دار نظام کی طرح قانون غریب کو چکّی میں نہ پیس سکے اور امیر قانون پر حکومت نہ کرسکے۔

نہ کانگریسی سرمایہ دار اپنی ضد چھوڑے نہ لیگی سرمایہ دار اپنی وضع بدلے، کانگریسی سرمایہ دار احرار سے فضول امید رکھتا ہے کہ ہم پاکستانی مسلمان اٹھ کر ہمت توڑیں اور اس طرح سرمایہ داری کے پاکھنڈ ہندوستان کا راستہ کانگریس کے لیے صاف کردیں۔

معیشت واقتصاد

''احرار جو ساقیِ کوثر کے ہاتھوں سے جامِ اسلام پی چکے ہیں۔ پہلے ہی اخوّت ومساوات کے نشے سے سرشار ہیں۔ ہم کارل مارکس کی اقتصادی تھیوری کو اسلام کی پوری تعلیمات کی ادھوری تاویل سمجھتے ہیں۔ ہم ہندوستان میں اس سوشلسٹ داعی کی پھبتی اڑاتے ہیں جو سر پر دو ٹکے کی گاندھی ٹوپی پہنے سات ہزار کی موٹر پر سوار ہو کر مزدوروں کے خون کا پٹرول جلا کر سیر کو نکلتا ہے۔ اور مسلمان کو سوشلزم کی طرف بلاتا ہے۔ وہ جو گھر کے ملازموں کو بھائی نہیں بناتا۔ مگر مزدور اور کسان کی مشکلات پر ٹسوے بہاتا ہے، بہروپیا ہے۔ بسے سرمایہ دار بہروپیے سوشلسٹوں کے لباس میں ہوتے ہیں۔ ان سے خبردار رہنا چاہیے۔ ذہن کی تبدیلی کے بغیر دل کی تبدیلی ممکن نہیں۔ مسلمان سچے طور پر مساوات کا علمبردار ہے۔ سوشلزم کو ابھی اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔''

دین وسیاست

''احرارِ اسلام کا وجود اس امر کا شاہدِ عادل ہے کہ اسلام میں دین اور سیاست جدا جدا نہیں۔ بلاخوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان بھر میں صرف یہی ایک جماعت ہے جہاں مشرق ومغرب کے علوم سے واقف لوگ بغیر ایک دوسرے پر فوقیت جتائے خدمتِ اسلام کے لیے وقف ہیں۔ اس جماعت میں تاریک خیال مُلّا اور مادر پدر آزاد گریجویٹوں کی گنجائش نہیں۔

غلامی کی تنگ نظری سے فرقہ بندی کا جوش جنون بن گیا ہے۔ مگر احرارِ اسلام میں شیعہ سنی، دیوبندی بریلوی، وہابی اور گلابی وہابی پاکیزہ جھیل میں گوناگوں مچھلیوں کی طرح آسودہ ہیں۔ صرف مرزائیت کو ہم انگریز کے سیاسی تالاب کی گندی مچھلی سمجھ کر قریب نہیں آنے دیتے۔ احرار میں تمام فرقوں کی موجودگی نے ہمیں دین سے بے پرواہ نہیں کیا بلکہ ہمارے مزاج میں اعتدال پیدا کر کے ہمیں متحدہ قوت بنا دیا ہے۔ مجلس احرار کے باہر جہاں بھی یہ بھک سے اڑنے والا مادہ یک جا ہوا، اپنے آتشیں مزاج کے باعث خود فتیلہ بن کر قومی حادثہ پیدا کرے گا۔''

مرزائیت

''مرزائیت عیسائیت کی توام بہن ہے۔ یہ تحریک انگریزی حکمت عملی کی آغوش میں پل کر بڑھی پھیلی پھولی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پلومر کی ٹانک وائن سے مست ہوکر ایک مکتوب میں اپنی نبوت کو انگریز کا خود کاشتہ پودا بیان کر کے برطانوی سرکار سے ناجائز تعلقات کی پوری کہانی بے خبری میں کہہ دی۔ اس دستاویزی ثبوت کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی مرزائیت کی راہ اختیار کرسکتا ہے۔ تکمیل دین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل مرزائی لوگ گویا تاج محل پر مٹی کا بھدا گھروندا تیار کر کے ذوقِ سلیم کی توہین کرنا چاہتے ہیں۔

کانگریس

''عملی طور پر یہ سچ ہے کہ مشترکہ سیاسی مقاصد کے لیے مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم اور مشترکہ سیاسی تنظیم کی ضرورت ہے۔ لیکن کانگریس مشترکہ سیاسی تنظیم کے دعوؤں کے باوجود مسلمانوں کی راہ میں عملی طور پر مشکلات کا پہاڑ کھڑا کیے ہوئے ہے۔ کانگریس گو مذہب میں غیر جانب داری کی داعی ہے مگر اس کی رہنمائی کی باگ دوڑ ہندو مذہب کے شیدائیوں کے ہاتھ میں ہے کہ غیر محتاط ان کا مہاتما اچھوتوں کو ہندوؤں کا جزو لاینفک تسلیم کرانے کے لیے مرن برت رکھ کر ہندوؤں کی مذہبی حس کو قوی کرتا ہے۔ اس کے برعکس کانگریسی ہندو صرف اس مسلمان کی عظمت کا اقرار کرنے کے عادی ہیں جو نہ صرف اپنے آپ کو اسلام سے بیگانہ ظاہر کرے، بلکہ قول و عمل سے اس کی تضحیک بھی کرے۔ مسلمان کو یہی صدمہ نہیں کہ اکثر لیگی مسلمان اسلامی کلچر کے دعوے کا لندنی نمونہ ہیں بلکہ اسے بجا طور پر یہ بھی شکایت ہے کہ بعض کانگریسی مسلمان حجازی تہذیب کا بنارسی ماڈل بھی ہیں۔

کانگریس میں سوشلسٹوں کی بڑی تعداد کی شمولیت کے باوجود سرمایہ دارانہ نظام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ گاندھی جی جو ہمیشہ اپنے جلو میں سرمایہ داروں کی فوج لے کر سیاست کے سفر کو نکلتے ہیں سرمایہ داروں کے ہتھکنڈوں سے چیخ اٹھتے ہیں کہ کانگریس میں ووٹروں کی فہرست جعلی ہے۔ جعلی کیوں نہ ہو۔ جب رائے دہندگان بالغ کی مدعی کانگریس اپنی تنظیم میں داخل ہونے پر چار آنے کا ٹیکس لگائے دے تو سرمایہ دار اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر کے جعلی ووٹر بنائے گا۔ وہی ہر عہدے پر قبضہ جمائے گا۔ اربابِ زر قدم رکھنے کی گنجائش پاتے ہیں بیٹھ جانے کی جگہ خود بخود ہی پیدا کر لیتے ہیں۔''

غرض کانگریسی سیاست میں مسلمانوں کی حالت اس بدشوق بچے کی ہے جسے مار مار کر مدرسے لے جایا جائے باپ فیس ادا نہ کرے اور استاد ہمیشہ کان سے پکڑ کر باہر نکالنے میں رہے۔ بتایئے ایسے بچے کا انجام کیا ہوگا۔''

(صدارتی خطبہ آل انڈیا احرار کانفرنس پٹنہ، دو اپریل ۱۹۳۹ء)

حکومتِ الٰہیہ

اسلام دنیا میں حکومتِ الٰہیہ اور خلافتِ ربّانی قائم کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد راست بازی، خوش اخلاقی اور عدل و انصاف پر ہو۔ اسلام کی آمد کا مقصد صرف یہی ایک اور اس کے سوا اسلام کا پیغام کچھ نہیں۔ جو شخص اسلام میں وطن کے جواز کے لیے جگہ ڈھونڈ رہا ہے وہ اس کوشش میں یقیناً ناکام رہے گا۔

اسی اصول پر احرار کاربند ہیں۔ اور ہر مسلمان اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ دنیا کے کسی بھی حصے میں حکومتِ الٰہیہ کے لیے جب بھی کوشش ہوگی ہماری ہمدردیاں اور ہمارا دلی تعاون ان کوششوں کے ساتھ ہوگا اور ہم حتیٰ الامکان ان کوششوں میں شریک کار رہوں گے۔ خواہ یہ کوشش چین میں ہو یا پنجاب میں یا بنگال میں یا کسی ایک شہر میں یا کسی ایک گاؤں میں بلکہ کسی شہر کے کسی ایک چھوٹے محلے میں بھی اگر کسی وقت حکومتِ الٰہیہ کے لیے کوشش ہوگی تو ہم یقیناً ان کوششوں کا ساتھ دیں گے اور ہماری کوشش سے چھوٹے سے قصبہ کی ایک چھوٹی سے گلی میں بھی حکومتِ الٰہیہ قائم ہو جائے تو ہم اسے اپنے لیے عاقبت کی سُرخروئی کا باعث سمجھیں گے۔

(تاریخِ احرار، مفکرِ احرار امیر افضل حق، مارچ ۱۹۶۸ء لاہور، ملتان صفحہ ۶۲۰، ۶۱)

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
27 جنوری 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

چودھری افضل حق

مولانا ظفر علی خانؒ

ڈٹ کے کونسل میں کھڑا جس وقت افضل حق ہوا
حق کی ہیبت چھائی ایسی رنگِ باطل فق ہوا

مجلسِ وضعِ قوانیں کا بہار آراء چمن
اس کے اک انچھر (۱) سے اک وادیٔ لق ودق ہوا

(۲) جافرے دی مانٹ مورنسی کی سٹی گم ہوئی
اُن کے ہر پٹھّو کی منطق کا کلیجہ شق ہوا

جس نے جھوٹوں کی خوشامد کی وہ ٹھہرا عقل مند
جو نہ سچی بات سے جھجکا وہی احمق ہوا

صوفیوں کا دعوائے عشقِ پیمبر ہے کہاں
کوئی پوچھے کیا وہ اُن کا نعرۂ ہُو حق ہوا

وقت پر کام آئے آخر کو ہمیں ڈاڑھی منڈے
اور ہمارا ہی مطیع ایّام کا ابلق (۳) ہوا

میرے اس دعوے کے ہر ہر جملہ کا ایک ایک حرف
مولوی احمد علی کے وعظ سے مشتق ہوا

(لاہور۔ ۱۱ راگست ۱۹۲۷ء)

(کلیاتِ مولانا ظفر علی خان، ص ۵۵۸)

(۱) جادوئی گفتگو، منتر
(۲) جیفری دی مونٹ مورنسی۔ ''پنجاب کونسل کا حکومتی رکن''
(۳) دھبّے دار تیز رفتار گھوڑا

آہ! افضل حق

خان غازی کابلیؒ

عازمِ فردوس جب دنیا سے افضل حق ہوا
مجلس احرار کا سینہ الم سے شق ہوا

دھوپ پھیکی سی نظر آتی تھی اگلی صبح کو
رنگِ روئے مہر بھی اس سانحہ میں فق ہوا

قوم کو تھا ناز جس پر وہ مفکر اٹھ گیا
دانش و علم و ادب کا باغ بے رونق ہوا

اس کی سیدھی چال بھی کرتی رہی غیروں کو زچ
آ گیا فرزیں(۱) جو اس کے سامنے بیدق(۲) ہوا

زندگی میں یوں کیا اس نے بیان زندگی
باب جو اس کا تھا وہ باب حریم حق ہوا

(۱) فرزیں۔ وزیر یا ملکہ۔ شطرنج کے کھیل کا سب سے قیمتی مہرہ لغوی مطلب دانا، صاحبِ بصیرت
(۲) بیدق۔ پیادہ، شطرنج کا سب سے کم قیمت مہرہ

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

پھر سے جنون و عشق کے اطوار ڈھونڈیے
سر پھوڑنے کو یا کوئی دیوار ڈھونڈیے

جلتے بدن پہ ڈالیے مہر و وفا کی بوند
دکھتے دلوں کے واسطے ایثار ڈھونڈیے

عنقا ہوا ہے شہر سے اب پاس وضعِ زیست
صحرا میں ڈھونڈیے سرِ کہسار ڈھونڈیے

ذہنوں پہ اپنے چڑھ گیا گمراہیوں کا خول
راہِ وفا کو وصف گہر بار ڈھونڈیے

لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کے اخلاص کی کرن
دل جس سے جگمگائے وہ انوار ڈھونڈیے

ہوں گی جنوں کی بارشیں پھر سے وجود پر
ایثار وجذب وشوق کو ہر بار ڈھونڈیے

غیرت کو سب کی پھر ملے پھولوں کی تازگی
تاریخ کی کتاب سے کردار ڈھونڈیے

رحمت کا پھر نزول ہو انبوہ خلق پر
گم جو ہوا وہ اعتبار اے یار ڈھونڈیے

جس سے عدو لرزتا تھا خالدؔ بہ اہتمام
احرار کا وہ لہجۂ گفتار ڈھونڈیے

کاروانِ احرار منزل بہ منزل

مولانا تنویر الحسن

۱۹۲۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے رفقاء خاص سے مل کر ”مجلس احرار اسلام“ کی بنیاد رکھی۔ اس قافلہ میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، چودھری افضل حقؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا گل شیر شہیدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، شورش کاشمیریؒ اور دیگر جید علماء وشیوخ اور زعماء ملت شریک ہوئے اور اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو اس جماعت کو پروان چڑھانے کے لیے بروئے کار لائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ چند افراد کا قافلہ سیکڑوں ہزاروں نفوس پر مشتمل لشکر جرار بن گیا۔

اس قافلہ کے سرکردہ راہروؤں نے خدا کی زمین پر خدا کے نظام کے نفاذ کو اپنا مقصدِ اول قرار دیا۔ اس ضمن میں برصغیر سے انگریز کا انخلا اور جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا قادیانی کے عقائد ونظریات کی بیخ کنی کا بیڑا اٹھایا گیا۔ اکابرین احرار نے سردھڑ کی بازی لگا کے انگریز کو ملک سے نکال باہر کیا۔ اور اس کی ذریت ......مرزائے قادیاں کی جماعتِ ضالہ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

یہ کارواں یوں ہی چلتا رہا اور اپنے ہدف کے حصول کے لیے پوری توانائیوں کے ساتھ محنت جاری رکھی گئی۔ ۲۱راگست ۱۹۶۱ء کو اس قافلہ کے سالارِ اکبر لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ تو یہ کارواں رکا یا تھما نہیں بلکہ اسی طرح رواں دواں رہا۔ رفیقانِ امیر شریعت کے ساتھ ابناء امیر شریعت نے اس کاروانِ حریت کی حدی خوانی کا فریضہ بدستور انجام دیا۔ اور آج ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ اس قافلہ کو لے کر چل رہے ہیں اور اس کے روح و رواں ہیں۔

مجلس احرار اسلام کو دوبارہ منظم کرنے اور اس کے عظیم مشن کو قریہ قریہ پھیلانے کے لیے کارکنانِ ورضا کارانِ احرار اپنے پُرجوش اور اہلِ بصیرت قائدین کی رہنمائی میں کمر بستہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ اسی مشن اور کاز کو لے کر دیگر عمائدینِ احرار کی طرح نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار پاکستان، مدیر ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“) بھی اپنی تمام تر توانائیاں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور محاسبۂ قادیانیت کی عظیم

جد و جہد میں وقف کیے ہوئے ہیں۔

۶؍ دسمبر کو مرکزی قائدین کا ایک سہ رکنی وفد، لاہور سے فیصل آباد پہنچا۔ جناب حاجی غلام رسول نیازی، جناب محمود احمد، جناب اشرف علی احرار سے ملاقات کے بعد مقامی جماعت احرار کے اجلاس میں شرکت کی اور رکنیت سازی کا آغاز کیا۔ اگلے روز صوبہ خیبر پختونخواہ میں قدیم احراری رضا کاروں اور علماء کرام سے ملاقات اور تنظیم نو و رکنیت سازی کے سلسلہ میں سفر کا آغاز کیا۔

۷؍ دسمبر بروز منگل دن ۲ بجے یہ قافلہ فیصل آباد سے خیبر پختونخواہ کے لیے براستہ موٹر وے روانہ ہوا۔ سید محمد کفیل بخاری کے ساتھ محترم میاں محمد اویس، (مرکزی نائب ناظم، رکن مرکزی مجلس عاملہ) محترم ملک حاجی محمد یوسف اور راقم الحروف (مولوی تنویر الحسن) شریک سفر تھے۔

عصر کی نماز کے وقت خالق آباد ضلع نوشہرہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ ابو ہریرہؓ پہنچے جہاں متکلم اسلام مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی اس دور میں اکابر کی روایات کے امین ہیں بیک وقت مصنف، مقرر، مدرس، سفیر اسلام ہیں اور سب سے بڑھ کر تمام مذہبی تحریکوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔

نماز عصر کے بعد حضرت مولانا حقانی مدظلہ کی پر تکلف دعوت سے لطف اندوز ہوئے۔ نماز مغرب جناب حافظ سید محمد کفیل بخاری زید فضلہ نے جامع مسجد عمارؓ میں پڑھائی، مغرب کی نماز کے بعد مولانا عبدالقیوم نے استقبالیہ پیش کیا اور منظوم سپاسنامہ جامعہ کے دو طلباء نے شاہ جی کے حضور پیش کیا۔ بعد ازاں سید کفیل بخاری نے سوا گھنٹہ علم، حصول علم، اکابرین امت اور امیر شریعتؒ اور موجودہ دور کے چیلنجز، تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے عنوان پر انتہائی جامع اور خوبصورت گفتگو کی۔ شاہ صاحب نے گفتگو کے آخر میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے شروع کردہ فہم ختم نبوت خط کتابت کورس کا تعارف کروایا تو جامعہ ابو ہریرہؓ کے طلباء کا اس کورس میں داخلے کا جوش وخروش دیدنی تھا۔

جامعہ ابو ہریرہؓ سے نوشہرہ پھر مردان کے لیے روانہ ہوئے۔ مردان میں محترم قاسم خان، جناب نعیم ہوتی اور دیگر بہت سے احباب جمع تھے ان حضرات سے ملاقات ہوئی اور رات کو قیام بھی وہیں ہوا۔

۸؍ دسمبر صبح ۱۰ بجے طے شدہ پروگرام کے مطابق خطۂ سرحد کی عظیم علمی شخصیت اور مرحوم احرار رہنما مولانا مِدرار اللہ مِدرار رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی) کے ہاں پہنچے۔ جہاں علاقہ کے احباب بڑی تعداد میں جمع تھے۔ شاہ جی نے مختلف موضوعات پہ بات چیت کی۔ جناب اکرام اللہ شاہد نے اقبالیات میں ایم

قل کیا ہوا ہے۔ تو فلسفۂ اقبال پر خاصی دیر تک گفتگو رہی۔ بعد ازاں انھوں نے حضرت مولانا مِدرار اللہ مِدرار رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور ان کی وسیع لائبریری دکھائی۔ ان سے رخصت لے کر یہ قافلہ پشاور کی طرف رواں دواں ہوا۔

پشاور تاریخی شہر ہے اور اس تاریخی شہر سے احرار اور اکابرِ احرار کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ یہاں حضرت امیر شریعت علیہ الرحمۃ نے چوک یادگار میں کئی گھنٹے یادگار خطاب فرمایا تھا۔ ایسی ہی محنتوں کے نتیجے میں غیر فعالی کے ایک طویل دور کے باوجود اب بھی یہاں باقیاتِ احرار موجود ہیں اور احرار کارکنان، نظریہ حریت اسلامیہ کے ساتھ وفاداری نبھانے کے لیے تیار ہیں۔

پشاور میں پرانے احراری جناب پروفیسر محمد اسماعیل سیفی اور ان کے بھائی مولانا محمد یعقوب القاسمی و دیگر احباب ملاقات واستقبال کے لیے موجود تھے۔ امیرِ قافلہ جناب حافظ سید محمد کفیل بخاری نے مختصر گفتگو کی، پرانے احباب کے رکنیت فارم پُر کروائے، اسی مقام پر جہاں کئی برس قبل مجلس احرار اسلام کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا تھا تنظیمِ نو کی اور یہ دن تاریخی تھا کہ یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ سے اسلامی سالِ نو کی ابتداء تھی۔

پشاور سے فارغ ہونے کے بعد اکوڑہ خٹک کی طرف روانہ ہوئے۔ اکوڑہ خٹک تاریخی طور پر شخصی پہچان کا حامل مقام ہے اور وہاں قائم عظیم الشان دینی ادارہ دارالعلوم حقانیہ اسلاف کے کارہائے زریں کی یادگار ہے ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا اور یہ دارالعلوم بھی یہاں قائم ہوا۔ اس کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ ہیں جو امیر شریعت علیہ الرحمۃ کے خاص محبّ وحبیب تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین قائدِ جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق ان کا مذہبی و سیاسی ورثہ سنبھالے ہوئے ہیں۔

مغرب کی نماز کے وقت جامعہ حقانیہ کی وسیع وعریض اور پرشکوہ مسجد میں پہنچے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد جناب مولانا عرفان الحق بن مولانا انوار الحق بن حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہٗ کو منتظر پایا بڑے تپاک سے ملے خاصے بے تکلف ماحول میں دلچسپ ملاقات ہوئی۔ اسی اثناء میں قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق پیرانہ سالی اور ضعف و بیماری کے باوجود ہم کارکنانِ احرار سے اپنی شفقت کا اظہار کرنے کے لیے تشریف لائے اور کافی دیر تک اکابرِ احرار خصوصاً حضرت امیر شریعت اور مولانا عبدالحق کے تعلقات پہ گفتگو جاری رہی۔

۱۰؍دسمبر بروز جمعۃ المبارک فجر کی نماز کے بعد امیرِ کاروان جناب حافظ سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے جامعہ مسجد صدیقیہ ڈپو روڈ حویلیاں میں درس قرآن دیا۔ حویلیاں خطۂ ہزارہ کا ایک اہم مقام ہے یہاں پر وکیلِ صحابہ مؤرخِ اسلام جناب پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی مدظلہٗ نے ہماری میزبانی فرمائی اور اکرام کی حد کر دی۔ خطبہ جمعۃ المبارک کے لیے طے

شدہ پروگرام کے مطابق حویلیاں شہر کی سب سے بڑی مسجد، جامع سیدنا امیر معاویہؓ میں نزول ہوا اور ہزاروں شہریوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد پریس کانفرنس تھی۔ جس میں علاقہ بھر کے صحافیوں نے شرکت کی۔ صوبہ خیبر پختونخواہ کے اس دورہ کا آخری پروگرام حویلیاں میں یہی خطبہ جمعہ تھا۔ رات ۸ بجے تلہ گنگ ضلع چکوال جو مجلس احرار اسلام کا قدیم مرکز ہے پہنچے۔ ملک محمد صدیق امیر مجلس احرار اسلام تلہ گنگ ڈاکٹر عمر فاروق (رفیقِ فکر ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت''، رکن مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام پاکستان) اور دیگر احباب نے استقبال کیا۔

۱۱ر دسمبر بروز ہفتہ چکڑالہ ضلع میانوالی کی طرف روانگی ہوئی۔ چکڑالہ جماعت کا قدیم مرکز ہے اور اور اس سرزمین کے بارے یہ یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ بہادروں کی سرزمین ہے۔ اسی شہر میں عظیم متصوف و عالم حضرت مولانا اللہ یار خان نے رشد و ہدایت کے نور کو عام کیا۔ اسی سرزمین میں رفیق امیر شریعت فدائے احرار کپتان غلام محمد اور سالار مہر محمد نے جنم لیا اور دشمنانِ ختم نبوت کے خلاف سینہ سپر ہوئے...... کپتان غلام محمد انتہائی غریب کارکن تھے مگر خاندان امیر شریعت اور جماعت امیر شریعت کے ساتھ وفاداری کے ثبوت میں کئی کارہائے نمایاں کو سرانجام دیا۔ چکڑالہ میں بھائی امتیاز اور بھائی عبدالخالق اس مشن کے لیے کوشاں ہیں۔ شہر کے احباب کی بڑی تعداد نواسۂ امیر شریعت کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے امڈ آئی۔ شاہ صاحب نے احباب سے ملاقات کی اور بیان کے لیے علیحدہ دورہ طے کرنے کا کہا۔

چکڑالہ سے واپسی پر تلہ گنگ مرکز احرار جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ...... جہاں سے پورے ملک میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے فہم ختم نبوت خط کتابت کورس شروع کیا گیا ہے...... پہنچے۔ شہر کے پرانے احباب تشریف لائے ملاقات ہوئی۔ سہ پہر ساڑھے تین بجے سید محمد کفیل بخاری اپنے رفقاء سفر جناب میاں محمد اویس اور محترم ملک محمد یوسف کے ہمراہ کامیاب دورہ کے بعد لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔

اس دورہ میں فہم ختم نبوت خط کتابت کورس اور مجلس احرار اسلام کی تنظیم نو، رکنیت سازی مہم کے سلسلہ میں احباب و رفقاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پشاور میں جناب پروفیسر محمد اسماعیل سیفی، حویلیاں میں خطیب مرکزی مسجد جامع سیدنا امیر معاویہؓ، حضرت مولانا منظور احمد صاحب اور مفتی عبدالرزاق آزاد کا کی رکنیت کی تاسیس و تجدید کرنے کے بعد ان کو علاقائی جماعتوں کی ذمہ داری سونپی گئی اور تنظیم سازی کے لیے رکنیت سازی فارم ان کے حوالے کیے۔

ادارہ

اخبارالاحرار

آسیہ کیس میں گورنر پنجاب کا طرزِ عمل مسلمانوں کے جذبات کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف ہے۔ متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی

لاہور (یکم دسمبر) متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے زیر اہتمام مختلف مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کے مشترکہ اجلاس میں ''آسیہ مسیح'' کیس کے سلسلہ میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے طرزِ عمل کو مسلمانوں کے جذبات کی توہین کے ساتھ ساتھ آئینی حدود اور قانونی تقاضوں سے انحراف قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ یہ اجلاس گزشتہ روز مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے دفتر میں سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں آسیہ مسیح کیس کے سلسلہ میں تازہ ترین صورتحال کا جائزہ لیا گیا اور مقررین نے کہا کہ گورنر پنجاب نے اس کیس کو ہائی جیک کر کے عدالتی پروسیس کی توہین کی ہے اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو ظالمانہ قرار دے کر خود گورنر نے بھی توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے اور وفاقی حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہیے۔ اجلاس میں گزشتہ روز کراچی میں مختلف دینی جماعتوں کے اکابرین کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ملک گیر جدوجہد کے اعلان کا خیر مقدم کیا گیا اور کراچی کے اجلاس کے فیصلوں کی تائید کرتے ہوئے ملک بھر کے دینی کارکنوں اور علماء کرام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے روز ملک میں یومِ احتجاج منائیں اور خطبات جمعہ اور مظاہروں کے ذریعے گورنر پنجاب کے اس رویہ کی مذمت کرتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون میں مجوزہ ترامیم کو مسترد کرنے کا اعلان کیا جائے۔ اجلاس میں مرکز سراجیہ لاہور پر پولیس کے چھاپے کی شدید مذمت کی گئی اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دینی مراکز اور کارکنوں کو ہراساں کرنے کی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ مقررین نے اعلان کیا کہ توہین رسالت کی سزا کے قانون میں کوئی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی اور پارلیمنٹ میں اس قسم کی مذموم تجویز پیش کرنے والے ارکان کا ان کے حلقوں میں گھیراؤ کیا جائے گا اجلاس میں تحریک ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پروگرام ترتیب دینے کے لئے مولانا امیر حمزہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک خان اور مولانا قاری محمد رفیق وجھوی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ گورنر پنجاب پر توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہین عدالت کا مقدمہ درج کیا جائے اجلاس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۹۵سی کے خلاف عالمی دباؤ پاکستانی حکمرانوں کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے

کے بیانات، عاصمہ جہانگیر کو سپریم کورٹ بار کا صدر بنانے کے لئے سرکاری وسائل کا استعمال اور آسیہ مسیح کی سزا کو ختم کروانے کے لئے کوششیں ایک ہی ایجنڈے کے مختلف مدارج ہیں۔ اجلاس کے بعد مولانا زاہد الراشدی نے پریس بریفنگ میں اعلان کیا کہ ۳ر دسمبر کو ملک بھر احتجاج کیا جائے گا، مختلف مقامات پر مظاہرے ہوں گے اور رائے عامہ کو منظم کرنے کے لئے بتدریج اقدامات کئے جائیں گے۔ اجلاس میں مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، پاکستان شریعت کونسل کے مولانا زاہد الراشدی، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالکریم ندیم، جمعیت علماء اسلام (ف) کے مولانا محمد امجد خان، جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی، تحریک حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ، مولانا عبدالمالک خان، جمعیت علماء اسلام (س) مولانا عبدالرؤف فاروقی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قاری شبیر احمد عثمانی، قاری محمد رفیق وجھوی، مجلس احرارِ اسلام کے سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، چودھری محمد اکرام احرار، قاری محمد یوسف احرار، محمد متین خالد، حافظ بابر فاروق رحیمی، مولانا محمد شفیع قاسمی، شمس الرحمٰن معاویہ، علامہ ممتاز احمد اعوان، مولانا عبدالشکور رضوی، مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، میاں محمد عفان اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس امر پر مکمل اتفاق کیا گیا کہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرز پر تمام مکاتب فکر پر مشتمل ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کا باضابطہ احیاء وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

قانونِ توہین رسالت کی ممکنہ ترامیم کے خلاف یوم احتجاج

لاہور (۳ر دسمبر) توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجرمہ ''آسیہ مسیح'' کو سنائی جانے والی سزا کے بعد پیدا شدہ صورتحال، قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف گورنر پنجاب اور حکمرانوں کے بیانات اور بڑھتی ہوئی بیرونی مداخلت کے خلاف گزشتہ روز ملک بھر میں ''یوم احتجاج'' منایا گیا متحدہ تحریک ختم نبوت، تحریک حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجلس احرارِ اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، اہلسنت والجماعت، پاکستان شریعت کونسل، جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث اور جماعت اہلحدیث پاکستان سمیت کئی دیگر جماعتوں اور تنظیموں کی طرف سے نماز جمعۃ المبارک کے موقع پر بڑے بڑے اجتماعات میں سخت احتجاج اور احتجاجی مظاہروں کی اطلاعات موصول ہوئیں ہیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی تحریک حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جمعیت اتحاد العلماء کے سربراہ مولانا عبدالمالک خان، جماعت اسلامی کے رہنما ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنما قاری محمد رفیق وجھوی، قاری شبیر احمد

عثمانی، مجلس احرارِ اسلام کے رہنما سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، مولانا تنویر الحسن اور متعدد دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات و بیانات میں حکومت کو انتباہ کیا کہ وہ امریکہ نوازی اور کفر و ارتداد کی موالات کو پوری طرح ترک کر کے صرف اللہ کی فرمانبرداری کا علم بلند کرے اور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرموں اور ملزموں کی حوصلہ افزائی ترک کردے تو ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ مختلف رہنماؤں اور مقررین نے کہا ہے کہ ''آسیہ مسیح'' کیس پر اثر انداز ہو کر گورنر پنجاب نے اپنے اُس حلف سے تجاوز کیا ہے جو گورنر بنتے وقت دستور کے مطابق انہوں نے اٹھایا تھا چنانچہ وہ اپنے اِس منصب کی اہلیت کھو چکے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ ''آسیہ مسیح'' کیس کی آڑ میں ۲۹۵۔سی اور اسلامی دفعات کے خلاف مہم وہ عالمی ایجنڈا ہے جس کے لئے امریکہ اور مغرب اپنا دباؤ بڑھا رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی طرف سے عالمی منڈیوں تک رسائی کے لئے ۲۹۵۔سی کو ختم کرنے کی پاکستان کو جو مشروط پیش کش ہوئی ہے وہ ہماری حمیت و غیرت اور روایات کا جنازہ نکالنے کے لئے ہے۔ حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس پیش کش کو مسترد کردے اور پاکستان کے اندرونی و مذہبی معاملات میں امریکی و بیرونی مداخلت کا مناسب سد باب کرے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے چنیوٹ میں ایک احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲۹۵۔سی میں ترمیم کے لئے شہباز بھٹی کی سربراہی میں بنائی جانے والی کمیٹی مسلمانوں کے لئے ناقابل تسلیم ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ اور لاہور میں احتجاجی اجتماعات میں کہا ہے کہ اِس صورتحال کے سدباب کے لئے تمام دینی و سیاسی زُعماء کو سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ پوری ملت اسلامیہ کے ایمان و عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اِس پر تمام مسالک کی ایک رائے ہے اسی لئے دشمن اس پر وار کر رہا ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے لاہور میں جامع مسجد ربانی والٹن میں احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲۹۵۔سی، مسلمان کے عقیدے کو محفوظ رکھنے کے لئے پاکستانی قانون ہے جو غیر مسلم اقلیتوں کا جانی و مالی تحفظ کرتا ہے تاکہ کوئی مسلمان قانون کو ہاتھ میں نہ لے اور عدالت کا دروازہ ہی کھٹکھٹائے۔ انھوں نے کہا کہ ہم بابر اعوان، جمشید دستی اور چودھری شجاعت حسین کے ۲۹۵۔سی کے حق میں بیانات کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اِن رہنماؤں کی جماعتوں اور (ن) لیگ کے علاوہ عمران خان سمیت تمام سیاستدانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر کھل کر اپنے مؤقف کا اِظہار کریں۔ مختلف اجتماعات اور احتجاجی مظاہروں میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ۲۹۵۔سی اور اسلامی دفعات کی مخالفت کرنے والے سیاستدان اور قادیانیت نوازی کرنے والی جماعتوں اور شخصیات کا ان کے انتخابی حلقوں میں گھیراؤ کیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے عوامی رابطہ مہم شروع کر کے رائے عامہ کو بیدار اور منظم کیا جائے گا۔ مختلف قراردادوں میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے اور چناب نگر (ربوہ) پر قادیانی تسلط اور اجارہ داری ختم کرائی جائے۔

توہینِ رسالت کرنے والوں کوعوام خود انجام کو پہنچائیں گے: سید محمد کفیل بخاری

ملتان (۳؍دسمبر) مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام ایم ڈی چوک میں احتجاجی مظاہرہ سے سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانونِ توہینِ رسالت ختم یا غیر مؤثر کیا گیا تو ملک میں لاقانونیت اور خانہ جنگی ہوگی۔ توہینِ رسالت کرنے والوں کو عوام خود انجام کو پہنچائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ گورنر پنجاب نے عدالتی عمل میں مداخلت کر کے آئین کی دھجیاں اڑائی ہیں گورنر پنجاب کو بر طرف کر کے آئین کی خلاف ورزی پر گرفتار کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ توہینِ رسالت کے مقدمہ کے اندراج کے طریقۂ کار میں پہلے ہی تبدیلی ہو چکی ہے۔ آسیہ کے خلاف مقدمہ کا اندراج ایس پی کی تفتیش کے بعد ان کے حکم سے درج ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جرم کے خاتمے کے لیے قانون کا خاتمہ جہالت ہے۔

انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کے قائد نواز شریف کی اس مسئلے پر خاموشی نا قابلِ فہم ہے۔ انھیں قوم کا ساتھ دینا چاہیے۔ اس طرح وزیرِ مذہبی امور کی خاموشی بھی مجرمانہ عمل ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی تمام دینی جماعتوں کے شانہ بشانہ تحریکِ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاری رکھے گی۔

گورنر پنجاب اور وزیرِ اقلیتی امور کو عہدوں سے برخاست کر کے ان پر توہین عدالت وتوہینِ رسالت کے مقدمات چلائے جائیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ

لاہور (۳؍دسمبر) متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد ربانی والٹن لاہور میں ایک بڑے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ قانون انسدادِ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی اور ’’آسیہ مسیح‘‘ کے جرم کی مسلسل حوصلہ افزائی کے الزام میں گورنر پنجاب اور وفاقی وزیرِ اقلیتی امور شہباز بھٹی کو ان کے عہدوں سے الگ کر کے اُن پر توہین رسالت اور توہین عدالت کے مقدمات درج کیے جائیں انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختمِ نبوت کا دفاع قرآنی وآسمانی حکم ہے اور چودہ صدیوں سے امت کا اس پر اجماع ہے عالمِ کفر مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم بابر اعوان، جمشید دستی اور چودھری شجاعت حسین کے ۲۹۵۔سی کے حق میں بیانات کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اِن رہنماؤں کی جماعتوں اور ن لیگ نیز عمران خان سمیت تمام سیاستدانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اِس نازک اور حساس مسئلہ پر کھل کر اپنے مؤقف کا اِظہار کریں ورنہ حکومتی واپوزیشن ارکان کا ان کے حلقوں میں گھیراؤ کر کے گھیرا تنگ کر دیا جائے گا۔ انھوں نے مغربی ممالک کی طرف سے قانون

توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کوختم کرنے کے عوض پاکستان کو یورپی منڈیوں تک رسائی کی پیشکش جیسی خبروں پر تشویش کا اِظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلامیان پاکستان کے جذبات سے کھیلنے کی بجائے اس قسم کی پیشکشوں کو مسترد بھی کرے اور مذمت بھی۔ انھوں نے الزام عائد کیا کہ شیری رحمٰن اور عاصمہ جہانگیر سمیت بیرونی سرمائے پر چلنے والی متعدد این جی اوز ۲۹۵۔سی کی تبدیلی کے لئے خاصی سرگرم ہیں اور عاصمہ جہانگیر سمیت بعض شخصیات قادیانی ارتدادی ایجنڈے کو پرموٹ کررہی ہیں۔ اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے مرکز سراجیہ لاہور پر پولیس چھاپے کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ صوبائی حکومت دینی اداروں پر اس قسم کی کارروائیاں بند کرے، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے نیز چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔

<u>توہین رسالت کے مرتکب کو سزائے موت دینے پر اجماعِ امت ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ</u>

لاہور (۸؍دسمبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینئر اور مجلس احرارِاسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں گستاخِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا موت ہے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔سی اسلامیان پاکستان کے عقیدے اور جذبات کی عکاسی کرتی ہے ہم سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کے تحفظ کی جدوجہد کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ اِن خیالات کا اِظہار انہوں نے طارق بن زید کالج، فتح شیر کالونی ساہیوال میں سرکردہ علماء کرام، دینی رہنماؤں، ماہرین تعلیم اور تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کو ''آسیہ مسیح'' اور ۲۵۹۔سی کے قانون کے حوالے سے بریفنگ دیتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ ''آسیہ مسیح'' کیس میں مروجہ عدالتی نظام کا پراسیس پورا ہوا۔ اِس کیس میں ایف آئی آر ایس ایچ او کی بجائے ڈی پی او کی مکمل انکوائری کے بعد درج ہوئی۔ عدالت کی طرف سے فیصلے سے پہلے دونوں اطراف سے شہادتیں مکمل ہوئیں۔ لیکن گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے قانونی طریقۂ کار کو بائی پاس کرتے ہوئے اِس کیس میں مداخلت کی۔ انھوں نے کہا کہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنر پنجاب کس ایجنڈے کے تحت قانون ''تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم'' کو ظالمانہ قانون قرار دے رہے ہیں اور اسے کالا قانون کہا جارہا ہے انھوں نے کہا کہ اس قانون کو کالا قانون کہنے والوں کے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون پر عالم کفر، حکمرانوں اور بعض سیاستدانوں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات بے بنیاد ہیں اور اس قانون میں کوئی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ ۲۹۵۔سی کے غلط استعمال کا پراپیگنڈا کیا جاتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ کا غلط استعمال نہیں ہوتا؟ کیا کبھی کسی نے دفعہ ۳۰۲ کے غلط استعمال کے پیش نظر اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا کہ ۲۹۵۔سی کے خلاف منفی پراپگنڈہ مسلمانوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود تمام مسلمان آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی

حرمت پر کٹ مرنے کو تیار ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت جیسی مضبوط ترین قدرِ مشترک کو کسی طرح بھی متزلزل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ قوم میں غازی علم الدین شہید، شہداء ختم نبوت اور عامر عبدالرحمٰن چیمہ کا جذبہ موجزن ہے۔ اِس جذبے کو جبر و تشدد کبھی ختم نہیں کر سکا نہ ہی آئندہ کر سکے گا۔ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ سمیت حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اِس حساس اور نازک مسئلہ پر امت مسلمہ کے جذبات سے کھیلنے کی کبھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ سڑکوں پر لڑی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی لابی لندن اور ربوہ میں بیٹھ کر مسلم عیسائی فسادات کے لئے خفیہ منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ ۲۹۵۔سی کے خلاف قادیانی لابنگ کر کے اِسے ختم کروانے کے لئے اس لئے بھی سرگرم ہیں کہ پھر امتناع قادیانیت ایکٹ اور ۱۹۷۴ء کی قرار دادِ اقلیت ختم کروائی جا سکے۔ انھوں نے علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ صورتحال پر کڑی نظر رکھیں انہوں نے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے درخواست کی کہ وہ ۲۹۵۔سی کے مسئلہ پر یک طرفہ سرکاری پراپگنڈہ کو بریک لگائیں اور مذہبی جماعتوں کے مؤقف کو بھی پذیرائی دیں کہ یہ مسئلہ دین و ایمان کا بھی ہے اور امت مسلمہ کی وحدت کا بھی۔ اِس موقع پر قاری منظور احمد طاہر، مولانا کلیم اللہ رشیدی، مفتی ذکاء اللہ، مولانا کفایت اللہ، قاری سعید ابن شہید، قاری عبدالغنی فرقانی، طارق محمود قریشی، قاری عتیق الرحمٰن، کریم نواز خان، محمد اقبال سحر، قاری بشیر احمد، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا محمد عابد، مولانا ظفر اقبال، مولانا شہزاد احمد، مفتی عبدالصمد، حافظ محمد یونس، مولانا مشتاق، محمد احمد، محمد معوذ چیمہ اور دیگر رہنما اور ماہرینِ تعلیم بھی موجود تھے۔

خلافتِ صحابہؓ ہر زمانے میں ہر جگہ کے لیے آئیڈیل ہے۔

مولانا حافظ عابد مسعود ڈوگر کا دفتر احرار عثمانیہ مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سوسائٹی یوم عمرؓ کی تقریب سے خطاب

چیچہ وطنی (۱۰؍دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات مولانا حافظ محمد عابد مسعود نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سوسائٹی چیچہ وطنی میں ''سیرتِ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ خلافت صحابہؓ پوری دنیا کے لئے آئیڈیل طرزِ حکومت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یورپ اور مغربی ممالک نے اپنا کفالتی نظام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مثالی دور حکومت سے اخذ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی روشنی میں تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بخشے ہوئے اور جنتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنے والے اصل میں منصبِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی اگلی نسلوں کے ایمان و عقیدے کو محفوظ رکھنے کے لئے منکرین ختم نبوت اور منکرین صحابہ کی سازشوں کے پس منظر کو سمجھنا چاہیے۔

مولانا مرغوب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر تعزیت اور دعائے مغفرت

چیچہ وطنی (۱۰؍دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے دارالعلوم دیو بند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کے انتقال پر تعزیت کا اِظہار کرتے ہوئے اُن کی طویل دینی و تعلیمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

قانونِ توہین رسالت کے خاتمہ سے انارکی بڑھے گی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری

۲۹۵۔سی اور ختم نبوت قوانین ملت اسلامیہ کے عقیدہ اور جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں

دہشت گردی میں بلیک واٹر ملوث ہے۔رحیم یار خان میں پریس کانفرنس

امریکہ و یورپ پاکستان میں بے جا مداخلت بند کردیں۔توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کے خاتمہ سے انارکی بڑھے گی۔۲۹۵۔سی اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین پوری ملت اسلامیہ کے عقیدے اور جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔توہین رسالت جیسے قوانین میں ترمیم ملک کو لاقانونیت کی طرف لے جانے اور انارکی کو فروغ دینے کی ناپاک کوشش ہے۔اس میں ترمیم کی صورت میں علماء کرام ملک گیر تحریک شروع کریں گے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا عبدالرؤف ربانی، جے یو آئی کے حافظ محمد اکبر اعوان نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔اس موقع پر مقامی احرار رہنما حافظ عبدالرحیم نیاز چوہان، مولانا فقیر اللہ رحمانی، حافظ محمد اشرف، حافظ محمد زبیر اور دیگر علماء کرام موجود تھے۔انہوں نے کہا کہ ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے بلیک واٹر ہے اور ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں اور وہ پاکستان کے اندر کام کر رہے ہیں۔خود کش حملوں میں بلیک واٹر و دیگر قوتیں ملوث ہیں امریکی و صیہونی قوتیں اپنے مفادات کے لیے کام کر رہی ہیں۔(روزنامہ ''اسلام'' ملتان، ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۰ء)

تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ناموس صحابہ ایک ہی کام کے دو عنوان ہیں۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی، سربراہ اہلسنت والجماعت

لاہور (۱۴؍دسمبر) اہلسنت والجماعت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ہی کام کے دو عنوان ہیں۔۲۹۵۔سی کے قانون کو ختم کرانے کی تمام سازشیں دم توڑ جائیں گی۔اِن خیالات کا اِظہار انہوں نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے موقع پر کیا۔احرار کے مرکزی رہنما میاں محمد اویس، اہلسنت والجماعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ اور

دیگر رہنما بھی اس موقع پر موجود تھے۔مولانا محمد احمد لدھیانوی، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رہنماؤں نے اِس امر پر مکمل اتفاق کیا کہ تمام مسلم مکاتب فکر کی مشترکہ جدوجہد سے تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم منظّم ہو رہی ہے اور اِس مسئلہ پر تمام دینی جماعتوں کے درمیان اتفاق واتحاد کی فضا آگے بڑھی ہے۔اہلسنت والجماعت اور مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے اِس پر بھی اتفاق کیا کہ قادیانیوں اور قادیانی نواز حلقوں کی ریشہ دوانیوں کے ٹھوس سدباب کے لئے ۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرز پر مشترکہ پلیٹ فارم سے اپنی تحریک کو آگے بڑھانا چاہیے۔ملاقات کے بعد ایک مشترکہ بیان میں مولانا محمد احمد لدھیانوی اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قادیانیوں کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، جب کہ بھٹو کی سیاسی کمائی کھانے والی پیپلز پارٹی گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نواز رہی ہے اور قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔انھوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم قانون میں ترمیم کسی صورت نہیں ہونے دی جائے گی۔یہ قانون قرآن وسنت سے ہی ماخوذ ہے شیریں رحمٰن اِرتداد اور زندقہ کو اسلام کا نام دے رہی ہیں۔اس قانون کو ایک فوجی ڈکٹیٹر کا قانون کہنے والے خود توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔دونوں رہنماؤں نے کہا کہ ۲۹۵۔سی میں ترمیم کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کا سرگرم ہونا اور قادیانیوں اور ایم کیو ایم کو آشیر باد دینا بہت پُراسرار رازوں سے پردہ اُٹھاتا ہے۔انھوں نے کہا کہ قانون ختم کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے یہ قانون اِن شاء اللہ تعالیٰ ختم نہیں ہوگا۔دونوں رہنماؤں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنے والوں کو قانون کے شکنجے میں لایا جائے اور سرکاری انتظامیہ قانون کی بالادستی کو غیر جانبداری کے ساتھ یقینی بنائے، انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی سب کے لئے یکساں ہونی چاہیے۔

تحریکِ ناموسِ رسالت کی اپیل پر یومِ احتجاج۔

ملک بھر میں نہایت انداز میں احتجاجی مظاہروں، ریلیوں اور اجتماعات کا انعقاد

(۲۴ر دسمبر) تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر ملک بھر میں ''یومِ احتجاج'' بڑے بھرپور انداز میں منایا گیا۔متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی، مجلس احرارِ اسلام، جمعیت علماء اسلام، اہلسنت والجماعت، تحریک طلباء اسلام، انٹر نیشنل ختمِ نبوت موومنٹ، جماعت اسلامی، پاکستان شریعت کونسل اور دیگر مذہبی جماعتوں کے قائدین اور سرکردہ رہنماؤں نے مختلف مقامات پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے، اِس قانون کو ختم کروانے والوں کے مقدر میں رسوائی لکھی جا چکی ہے۔مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ملتان، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ، متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینیر عبداللطیف خالد چیمہ نے چیچہ وطنی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ،

قاری محمد یوسف احرار، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے لاہور، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری محمد یامین گوہر نے چنیوٹ، قاری شبیر احمد عثمانی نے چناب نگر، حافظ محمد اسماعیل نے ٹوبہ ٹیک سنگھ، قاری محمد اصغر عثمانی نے جھنگ، قاری منظور احمد طاہر، مولانا عبدالستار اور قاری سعید ابن شہید نے ساہیوال، مولانا تنویر الحسن نکوی نے تلہ گنگ، مولانا فقیر اللہ نے رحیم یار خان، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ اور مولانا تنویر اقبال نے کراچی، سید عطاء المنان بخاری نے جلال پور پیروالا اور متعدد دیگر مقامات پر مختلف رہنماؤں نے کہا کہ ''آسیہ مسیح'' کو عدالتی سزا کے بعد گورنر پنجاب کا طرزِ عمل قانون اور عدالتی فیصلوں کو بائی پاس کرنے کے مترادف ہے۔ گورنر پنجاب اپنی اہلیت کھو چکے ہیں اور حکمران آئین اور قرار دادِ مقاصد سے انحراف کر کے ملک سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ شیری رحمٰن اور سرکاری ارکان اسمبلی کی طرف سے قانون ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے سرکاری بل کے لئے جو درخواست جمع کرائی گئی ہے یہ درخواست بلا تاخیر واپس لی جائے ورنہ حکمران ذلت و رسوائی کے لئے تیار ہو جائیں۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ اقوامِ متحدہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے تحفظ کے لئے قانون سازی کرے۔ انھوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کو اس مسئلہ پر اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ یہ قانون قرآن وسنت سے ماخوذ ہے اور چودہ صدیوں سے امت کا اِس پر اجماع ہے۔ اس مسئلہ پر تشکیک وابہام پیدا کرنے والے توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی لابی عیسائی مسلم فسادات کے لئے سازشیں کر رہی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں سے مظاہروں اور سخت احتجاج کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔ متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی نے تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک گیر احتجاج کو کامیاب قرار دیتے ہوئے کہا کہ ۳۱؍دسمبر کو ہڑتال اور احتجاج دونوں ہوں گے۔ متعدد شہروں میں نماز جمعۃ المبارک کے موقع پر اس سلسلہ میں قرار دادیں بھی منظور کی گئیں جن میں کہا گیا ہے کہ سیاسی زُعما ۲۹۵۔سی کے مسئلہ پر اپنی پوزیشن کھل کر واضح کریں۔ چناب نگر اور چنیوٹ میں ہونے والے احتجاجی اجتماعات اور مظاہروں میں قادیانی ریشہ دوانیوں پر بھی تشویش ظاہر کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ قرار دادوں میں یہ بھی کہا گیا کہ ۲۹۵۔سی میں ترمیم کے نام پر چور دروازہ نہیں کھولنے دیں گے۔

☆☆☆

ملتان (۲۳؍دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ تحریکِ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطالبات کی حمایت میں آج ۲۴؍دسمبر کو ملک بھر میں ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں بھرپور شرکت کی جائے گی۔ اور ۳۱؍دسمبر کی ملک گیر ہڑتال میں مجلس احرارِ اسلام اور اس کے ماتحت ادارے اپنی تمام توانائیاں صرف کریں گے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ نے دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقدہ اپنے اجلاس جس کی صدارت قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کی میں فیصلہ کیا ہے کہ جنوری سے ملک بھر میں کنونشنز اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے

گا۔اجلاس میں پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، صوفی نذیر احمد، حافظ محمد اسماعیل، مولانا فقیر اللہ رحمانی، قاری محمد اصغر عثمانی، اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس بریفنگ میں بتایا کہ ۲۳؍جنوری کو لاہور میں تحفظِ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ جب کہ ۱۲؍ربیع الاول کو چناب نگر، ۳۱؍مارچ کو ملتان، ۷؍اپریل کو چیچہ وطنی میں تحفظ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ انھوں نے بتایا کہ قانونِ تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ملک بھر میں منظم مہم چلائی جائے گی۔

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے احرار کی ماتحت شاخوں کو ہدایت کی کہ وہ ۲۹۵۔سی کے خلاف سرکاری مہم کے سد باب کے لیے اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔ اجلاس میں پروفیسر عبدالجبار (سیالکوٹ) اور حکیم عبدالستار (چیچہ وطنی) کے انتقال پر اظہارِ تعزیت اور مغفرت کی دعا کی گئی۔

☆☆☆

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

نقیب اتحادِ ملتِ اسلامیہ

ماہنامہ مسیحائی کراچی

قومی سیرت ایوارڈ یافتہ

علمی حلقوں میں مقبول ترین

سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری کی زیرِ ادارت شائع ہو گیا ہے

جس میں

- سرکارِ دو عالم ﷺ بحثیت سپہ سالار
- سالارِ اعظم ﷺ کی اِتباع
- سپاہ سالارِ اعظم ﷺ میدانِ جنگ میں
- ماہرِ اعظم معاشیات حضرت محمد ﷺ
- سالارِ اعظم ﷺ کے جنگی اُصول
- سالارِ اعظم ﷺ کی جود و سخا
- سالارِ اعظم ﷺ کے تربیت یافتہ مجاہد
- سالارِ اعظم ﷺ کے خطوط بادشاہوں کے نام
- سرکارِ دو عالم ﷺ کا سامانِ جنگ

اعزازی کاپی منگوانے والوں سے معذرت

اس کے علاوہ حمد و نعت، ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ضخیم نمبر علماء، طلباء، عام قارئین کے لیے ایک تاریخی دستاویز آج ہی اپنی کاپی حاصل کریں

ہدیہ -/350 روپے طلباء اور لائبریری کے لیے ہدیہ صرف -/200 روپے علاوہ ڈاک خرچ

چند معروف لکھنے والے

مولانا عبدالماجد دریاآبادی، مولانا سید زوار حسین شاہ، ڈاکٹر حمید اللہ، پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری، حافظ فضل الرحمٰن، ڈاکٹر وقار احمد رضوی، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ڈاکٹر محمد جنید ندوی، رضی الدین سید، ڈاکٹر عبدالقدیر خان، لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری، شاہ مصباح الدین شکیل، مولانا سعید احمد صدیقی، قائدِ اعظم کی تاریخی تقریر

ماہنامہ مسیحائی کراچی B-197، بلاک-A، شمالی ناظم آباد، کراچی-74700

e-mail: sanadeimtiaz@hotmail.com

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات نیز تمام خواتین وحضرات کے لیے

ایک شاندار موقع

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

داخلہ جاری ہے

آغاز

محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

جنوری ۲۰۱۱ء

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم وپیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں۔
- ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام

0300-5780390
0300-4716780

مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھے درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

ترسیل زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

بیاد مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف و نحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام و طعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

تحفظ ناموسِ رسالت کنونشنز

23 جنوری 2011ء اتوار

دفتر احرار 69 سی۔ حسین سٹریٹ
وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن
لاہور

12 ربیع الاوّل

جامع مسجد احرار
چناب نگر

31 مارچ 2011ء

جمعرات
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی، ملتان

7 اپریل 2011ء

جمعرات
جامع مسجد بلاک 12
چیچہ وطنی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35865465 چیچہ وطنی: 040-5482253

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

اقبال سٹیڈیم	مدینہ ٹاؤن	سلیمی چوک
بالمقابل سندباد	سوساں روڈ	اعوان پلازہ
041-2605733	041-8543127	041-8540064

گلستان کالونی	فیصل آباد میں پانچ برانچز الحمدللہ	جناح کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال		گلبرگ روڈ
041-2004509		041-2642833

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore